بارگاہِ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا



ستمبر 2026

خاص نمبر

ماہنامہ

مُنادی

نئی دہلی

ولی رتن، نوبہارِ چشتی چمن، جانشین خواجہ حسن ثانی نظامیؒ

حضرت خواجہ سید محمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ

(سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ)

© https://www.khwajahasannizami.life

مُنَادِیًا یُّنَادِی لِلاِیمَانِ

مُنادی کرنے والا با آواز بلند ایمان کی طرف بُلا رہا ہے۔ (سورۃ آل عمران:193)

بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے

ایمان اور امن کی ندا دینے والا

اور ان کے جانشین

امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلویؒ کی یادگار

ماہنامہ منادی نئی دہلی

ستمبر 2026

جلد : 04 شمارہ : 08

مدیر اعلیٰ	:	خواجہ سید محمد شافی نظامی
مدیر	:	عبدالملک نظامی
نائب مدیر	:	ملا درویش محی الدین خالد نظامی، ادونی
اعزازی مدیر	:	حافظ مفتی ہارون نظامی، ناندیڑ
کمپوزنگ	:	اسماک آرٹس اینڈ گرافکس، ناندیڑ
سرورق ڈیزائن	:	حافظ محمد رفیق احمد نظامی، ادونی
ای میل	:	amaliknizami@gmail.com
دفتر کا پتہ	:	خواجہ ہال، بستی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، نئی دہلی۔13
رابطہ	:	919673379359،919810020922

رسالے میں شامل مواد قلمکار کی اپنی رائے ہے۔ اس سے ادارہ منادی یا اس کے مدیران کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

© https://www.khwajahasannizami.life

فہرست

۱۔	الفاتحہ	-----	04
۲۔	اداریہ	-----	05
۳۔	سید صاحب اپنوں کے لیے سایۂ شفقت تھے	سیدہ ارجمند بانو نظامی	09
۴۔	میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ دن اتنے ۔۔۔	خواجہ سید شافی نظامیؒ (مترجم۔حافظ مفتی ہارون نظامی)	18
۵۔	میرے پیارے بابا کے نام	خواجہ سید حسن مجتبیٰ نظامیؒ (مترجم۔حافظ مفتی ہارون نظامی)	20
۶۔	میرے محبوب سید بھائیؒ	حافظ فیاض موسم نظامی (مترجم۔حافظ مفتی ہارون نظامی)	21
۷۔	آہ برادر گرامی خواجہ سید محمد نظامیؒ	محمد آیت اللہ قادری	24
۸۔	تعزیتی پیغام	خواجہ سید محمد علی الحسینی	26
۹۔	خواجہ سید محمد نظامی کو خراج عقیدت	سید فرید مہاراج اجمیر شریف	27
۱۰۔	تعزیت نامہ	سید اویس رضا امروہی	28
۱۱۔	خواجہ سید محمد نظامیؒ	پروفیسر اختر الواسع	29
۱۲۔	جناب خواجہ سید محمد نظامیؒ	پروفیسر شریف حسین قاسمی	30
۱۳۔	حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ	پروفیسر سید ظہیر حسین جعفری	33
۱۴۔	نوبہار چشتی نظامی چمن حضرت خواجہ سید محمد نظامی دہلویؒ	ملا درویش خالد نظامی	36
۱۵۔	بزرگوں کی تعلیمات کی زندہ تصویر خواجہ سید محمد نظامیؒ	حافظ مفتی ہارون نظامی	39
۱۶۔	تذکرہ حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ	حقیر نصیر نظامی	43
۱۷۔	اسلاف کی شاندار روایات کے علمبردار تھے خواجہ سید محمد نظامیؒ	علیشا نظامی	47
۱۸۔	آہ! خواجہ سید محمد نظامؒ محب اردو نہیں رہے ۔۔۔	ڈاکٹر محمد عبد الرافع	48
۱۹۔	فیضان اولیاءؒ سے سانحہ فراق تک	معراج نظامی	52
۲۰۔	اشعار خراج عقیدت	ڈاکٹر فاروق	56
۲۱۔	حلقہ نظامیہ	------	58

© https://www.khwajahasan-nizami.life

شروع بنام اللہ قلم کا رکل
محمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفاتحہ

اے میر ہمہ شکر فروشاں
توبہ شکن صلاح کوشاں

در میکدہ غمت سفالے
نرخ ہمہ معرفت ہم فروشاں

در کاوش کنہ خوبی تو
کند است خیال تیز ہوشاں

یک خرقہ غمت درست ننگذاشت
در صومعہ کبود پوشاں

(حضرت امیر خسروؒ)

ترجمہ: اے سب شکر فروشوں کے سردار اے سارے پارساؤں کی توبہ توڑنے والے تیری محبت کے میکدے سے ملے ہوئے ایک کوزے سے سارے معرفت فروشوں کو خریدا جاسکتا ہے۔ تیری خوبیوں کے اسرار جاننے میں بڑے بڑے تیز ہوش والوں کے اوسان گم ہی ہیں۔ تیرے غم نے نیلی پوش (صوفیوں) کی خانقاہ میں ایک خرقہ بھی سالم نہیں چھوڑا ہے۔

(ترجمہ: پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب)

شیخ امم قطب حقیقت نظام
خضر و مسیح از دم یحیی العظام

نعبد ایاک طراز علم
فاضلع نعلیک مقام قدم

چون دم الہام زدہ کام او
نائب وحی آمدہ الہام او

ترجمہ: سب اُمتوں کے شیخ (دنیائے) حقیقت کے نظام جو اپنے (مردہ) ہڈیوں کو زندہ کردینے والے نفس سے خضر و مسیح (کا مرتبہ رکھتے) ہیں۔ جن کے جھنڈے کی نشانی ایاک نعبد ہے۔ جن کے قدموں کا مقام فاخلع نعلیک - چوں کہ اُن کے دہن سے الہامی باتیں نکلتی ہیں اُن کا الہام بھی وحی کا قائم مقام ہے۔

(ماخوذ: قوام العقائد)



© https://www.khwajahasannizami.life

اداریہ

کس سے پوچھیں ہم نے کہاں وہ چہرہ روشن دیکھا ہے
محفل محفل ڈھونڈ چکے ہیں گلشن گلشن دیکھا ہے

شمس العلماء مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کے سب سے چھوٹے فرزند خواجہ سید مہدی نظامیؒ کے اکلوتے فرزند خواجہ سید محمد نظامی ولی رتنؒ نے اپنی نامور دادی کے عرس کے ایک دن بعد یعنی 18 شعبان مطابق 7/ فروری 2026 کو داعی اجل کی طرف کوچ کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ۔ "بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔ (سورہ البقرہ۔ آیت 156)

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

مرحوم اپنے دادا کی تیسری پیڑھی سے تعلق رکھنے والی ایسی اولاد میں سے تھے۔ جنھوں نے اپنے بچپن کے تقریباً سات برس دادی کی گود میں گزارے اور خوب خوب فیض پایا۔ بقول پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلیؒ آپ اپنی دادی جان کی منت کا ثمرہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "میرے چھوٹے بھائی سید مہدی نظامی کو پہلی لڑکی تولید ہوئی تو میری والدہ نے کہا ماشا اللہ ٹھیک ہے۔ لیکن ایک لڑکا بھی ہونا چاہیے۔ آپ نے اس ارادے سے کہ آئندہ لڑکا ہو ایک نام "محمد" طے کیا اور اسے کاغذ پر لکھ کر قرآن مجید میں رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سید محمد نظامی تولید ہوئے۔"

ماہنامہ منادی نئی دہلی۔ دسمبر 1978 کے شمارے میں حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلیؒ رقم طراز ہیں کہ "22 نومبر 1978ء کو اللہ تعالیٰ نے میرے چھوٹے بھائی خواجہ مہدی نظامی کو فرزند عطا فرمایا۔ ان کی بیوی سیدہ گل رعنا نے بچہ کی ولادت سے قبل خواب میں حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ اس خواب کی وجہ سے نیز اس مناسبت سے کہ ہمارے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا اسم گرامی بھی سید محمد تھا اور ہمارے جد اعلیٰ خواجہ سید محمد امام نظامیؒ تھے۔ نومولود کا نام سید محمد نظامی رکھا گیا۔"

دادی اپنے چہیتے ننھے پوتے کو جہاں تک ممکن ہوا اپنے ساتھ رکھتیں۔ مرحوم کی تعلیم اس طرح نہیں ہوئی جس طرح بڑے خواجہ صاحبؒ کے بیٹوں کی تعلیم ہوئی تھی کہ مولوی کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ! سید صاحب مرحوم نے زیادہ تر انگریزی اسکولوں میں پڑھا۔ مگر جہاں تک فیض صحبت کا تعلق ہے، سید صاحب نے اپنی دادی جان اور تایا جان و پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلیؒ اور اپنے والد حضرت خواجہ سید مہدی نظامیؒ سے فیض یاب ہوئے اور نسلی وراثت کے ساتھ تربیت کی برکتیں بھی حاصل کیں، اور چشتی نظامی بزرگوں کی انسان دوستی، صلہ رحمی کا لحاظ اور وضع داری کی جڑیں ان کے وجود میں پیوست ہوگئیں۔

انہیں اوصاف حمیدہ کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے۔ احقر جب ملازمت سے سبکدوش ہوا تو آپ نے ان الفاظ میں ذرہ نوازی فرمائی "انگریزی کی کہاوت ہے "اولڈ از گولڈ" نہ معلوم کہاں سے شروع ہوئی، لیکن سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔" جو زمانہ نبی کریم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جتنا قریب ہو اتنا اچھا ہے" لہذا پرانا اچھا ہے نئے سے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید حضرت قاضی محی الدین کاشانی رحمتہ اللہ علیہ جب ان سے ملنے آتے تھے تو وہ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے، کسی نے پوچھا کہ آپ

© https://www.khwajahasannizami.life

مرید کی تعظیم کو کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔تب حضرت نے فرمایا کہ میں قاضی صاحب کے علم کی تعظیم کرتا ہوں۔ پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی رحمتہ اللہ علیہ بھی علم والوں اور اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے، پرائمری اسکول کے اساتذہ کی تعظیم کے لیے بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ جناب عبدالملک نظامی صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں، اور کھرے سونے کی طرح ہیں۔ جس کی قیمت پرانا ہونے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔ 31 / دسمبر 2020 کو آپ کا ریٹائرمنٹ ڈے ہے ۔میں دعا گو ہوں اللہ تعالی ان کو صحت و سلامتی عطا فرمائے، عمر دراز فرمائے اور خوش رکھے، آباد رکھے۔۔۔۔۔آمین۔خواجہ سید محمد نظامی"

حضرت کی یہ شفقت و کرم فرمائی تھی کہ آپ نے بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ سے ایمان اور امن کی ندا دینے والا اور ان کے جانشین امام المشائخ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ و فخر دہلی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کی یادگار، ماہنامہ منادی نئی دہلی کی ادارت مجھ ناچیز کو سونپی۔ انتقال سے ایک دن قبل مجھے فون کر کے خیریت دریافت کی اور منادی سے متعلق بات کی۔ بقول جناب معراج نظامی صاحب، انتقال کی دوپہر میں بھی منادی کا تذکرہ ہوا۔ ان شاء اللہ اسے جاری و ساری رکھنے کی حتی الامکان کوشش کروں گا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالی اس میں آسانیاں پیدا فرمائے آمین۔

مجھے انتقال کی خبر تب موصول ہوئی جب میں پونے سے ناندیڑ کے سفر کے لیے اسٹیشن پہنچا۔ شام کے سات بجنے والے تھے میں نے واٹس ایپ کھولا تب تک یہ افسوسناک خبر مختلف گروپوں میں وائرل ہو چکی تھی۔ میں نے تصدیق کے لیے بہت سارے فون کئے، حضرت خالد نظامی صاحب خلیفہ و ناظم ادونی نے گلوگیر آواز میں اس کی تصدیق کی۔ دل ہے کہ مانتا نہیں۔۔۔ کے مترادف مزید حضرت کے مکان میں کام کرنے والے سعود سلمہ کو فون کیا تو اس نے بھی اس سانحہ کی تصدیق کی۔ اب تو دل مغموم چکا تھا۔ دلوں کا مغموم ہونا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا نکلنا ایک فطری امر ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے صاحبزادے کی وفات پر ثابت ہے۔ اسی طرح ہمارے محبوب الہیؒ بھی اپنے حقیقی بھانجے کے لڑکے تقی الدین نوحؒ کے وصال پر مغموم ہوئے تھے۔ مغموم ہونا دراصل بشریت کی علامت ہے اور اگر عزیز کی موت سے رنجیدہ نہ ہو تو اسے سنگدل اور شقی القلب کہا جائے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر بیٹھ کر روئے تھے اور فرمایا کہ" مجھے ماں کی شفقت محسوس ہوئی اس لیے رویا" اور اپنے فرزند حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر بھی حضور ﷺ نے گریہ و ماتم کا اظہار کیا اور فرمایا تھا کہ ہماری آنکھیں اشک بار ہیں قلب غم زدہ ہے، مگر ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔"

کسی کی موت پر رونا اور رنجیدہ ہونا تقاضائے بشریت ہے اور اس کا محرک عمومامرنے والے کا نیک کردار اچھے اعمال و اخلاق، اُس کا حسن سلوک، اُس سے رشتے کی قربت، اُس کے ساتھ گزارا ہوا طویل زمانہ، اس کی شفقت و رافت اور ایسی ہی دوسری خوبیاں ہوتی ہیں جن سے محروم ہو جانا ہمیں رنجیدہ و غمگین کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اللہ اور اُس کے رسول نے کا حکم یہ ہے کہ میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے اس کی کے نام سے صدقہ جاریہ شروع کیا جائے اور اس سے جدا ہونے پر صبر کیا جائے۔ قرآن کریم سورہ البقرۃ، آیت 177 میں مذکور ہے کہ" مصیبت اور پریشانی اور تنگی میں صبر کرنے والے ہی مومن صادق ہیں اور وہی متقی بھی ہیں۔"

حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلیؒ نے فوائد الفواد کی

عبارت کو" اصل بیداری" عنوان سے نقل کیا۔ " اولیاء کی موت اور مرنے کے بعد کے حال کا ذکر آیا۔ اس ضمن میں فرمایا کہ اولیاء موت کے وقت ایسے ہوتے ہیں جیسے کوئی سو رہا ہو۔ اور اس کا معشوق بھی بستر میں آگیا ہو۔ رحلت کے وقت اس سونے والے کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے یکا یک نیند سے بیدار ہوگیا ہو۔ اور وہ معشوق جس کی طلب میں ساری زندگی رہا تھا۔ اس کو اپنے بستر میں موجود دیکھے۔ اندازہ کرو کہ اس کو کیسی خوشی اور فرحت ہوگی۔

حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ کیا بعض اولیاء ایسے ہوتے ہیں جن کو یہیں مشاہدے کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے؟ فرمایا کہ ہاں لیکن یہ نعمت جو اس وقت دیکھتے ہیں۔ جب وہ کمال کو پہنچتی ہے پھر بالکل اس سونے والے کی مانند ہوتے ہیں کہ جو نیند سے بیدار ہو تو اپنے معشوق کو اپنے بستر پر پائے۔ اس حدیث کے موافق " الناس ینام فاذا ماتوا انتبھوا " یعنی ساری خلقت نیند میں ہے۔ جب موت آئے گی تو بیداری ہوگی۔ یعنی یہاں جو جس طلب میں مستغرق ہے، مرنے کے بعد اس کا مطلوب اس کو ملے گا۔

اس کے بعد اولیاء کی موت کے تذکرے میں حکایت بیان فرمائی کہ بدایوں میں میرے ایک دوست تھے۔ احمد نام بڑے نیک اور عبادت گزار اور وہ احکام کی تحقیق میں لگے رہتے اور ہر ایک سے یہی پوچھتے رہتے۔ یہاں تک کہ جب میرا دہلی آنا ہوا تو وہ بھی دلی آگئے۔ ایک روز راستے میں ملاقات ہوئی اور مجھے دیکھ کر بڑی گرم جوشی سے ملے۔ اس کے بعد میری والدہ کا حال پوچھا۔ ان کو میری والدہ کی بیماری کا حال تو معلوم تھا لیکن انتقال کی خبر نہ تھی میں نے کہا کہ والدہ تو اللہ کی رحمت کو پیاری ہوئیں۔ بولے سلامت رہو۔ پھر (بڑے) مضطرب ہوئے اور بے چین ہو کر رونے لگے۔ جب خواجہ ذکر اللہ بالخیر حکایت کے اس حصے تک پہنچے تو ان کو اس قدر رونا آیا کہ جو کچھ فرماتے تھے پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ رونے کے درمیان یہ دو شعر زبان مبارک پر آئے۔ خبر نہیں احمد صاحب موصوف سے روایت فرمائے یا خود ہی پڑھے۔ شعر یہ تھے۔۔۔

افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نہ کرد　　شبہائی وصال را بسیر نہ کرد

گر وصل تو یاری کند و یا نہ کند　　باری کہ فراق ہیچ تقصیر نہ کرد

(افسوس میرے دل نے کوئی تدبیر نہیں کی۔ ملن کی راتوں کو زنجیر ڈال کر نہ رکھا۔ اب تیرا وصل میری مدد کرے یا نہ کرے، بارے جدائی نے تو کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ یعنی فراق اور جدائی تو ایک ایسی ابدی حقیقت ہے جو وصال نہ ہونے کی صورت میں پہلے ہی سے موجود رہتی ہے۔ وصال البتہ ایک ایسی چیز ہے اور گریز پا ہے جس کو حاصل کیا جاتا ہے اور روک کر رکھا جاتا ہے۔) اس کے بعد ارشاد ہوا کہ کچھ عرصے بعد ان احمد نے دنیا سے رحلت کی۔ میں نے ان کے مرنے کے بعد ایک روز انھیں خواب میں دیکھا کہ اپنی عادت کے موافق حسب معمول مجھ سے مسائل اور احکام پوچھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جو کچھ تم پوچھ رہے ہو۔ یہ تو زندگی میں کام آتا ہے اور تم تو مر ہی چکے ہو۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو مجھ سے بولے کہ آپ خدا کے اولیاء کو مردہ کہتے ہیں؟"

اس حکایت میں وصال کے وقت کی جو کیفیت بتائی گئی ہمارے سید صاحب کا حال بھی ملتا جلتا ہے۔ آپ کے چہرے پر جو نور چھلک رہا تھا وہ شہادت کے درجات میں سے ایک تھا۔ ان حضرات کے لیے قرآن مجید میں جو بشارت دی گئی ہے وہ یہ ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۔ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۔ (سورہ الفجر،

آیت ۲۷ تا ۳۰) "اے اطمینان پانے والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے (اور) وہ تجھ سے راضی ہے، پس میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سید صاحب سے راضی ہیں۔ اس حکایت سے دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ شہید یا اولیاء اللہ کی ظاہری اور بعد وصال کی زندگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" (ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔) کا جو تذکرہ ہے وہ اس طرح ہے کہ ذائقہ کے مزے کو آدمی جتنی دیر محسوس کرتا ہے اسی قدر وہ موت سے دور ہوتا ہے۔ حضرت جگر مراد آبادی نے کسی اور پس منظر میں یہ شعر کہا ہے لیکن میں اسے اس محل میں پیش کرتا ہوں۔

وہ آئے کب کے اور گئے بھی، نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت محبوب الٰہیؒ کے فیوض و برکات روحانی سے ہمارے سید صاحب اس مجلس میں موجود ہیں۔ دلی رتن حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ سے متعلق تفصیلات بہت جلد قلمبند کرنے کی کوشش کروں گا۔ آن لائن ماہنامہ منادی نئی دہلی میں آپ اپنے تاثرات پیشکر سکتے ہیں۔ (ان شاء اللہ) آپ تمام سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ اپنے تاثرات قلمبند کریں اور مجھے ارسال فرمائیں۔

صدا رہے نام اللہ کا!

نوشتم نامہ را بر کاغذ زرد
کہ ہجراں حال مارا ایں چنیں کرد

(میں اپنا خط زرد اور پیلے کاغذ پر لکھتا ہوں تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ جدائی نے مجھے بھی پیلا کر دیا ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆





© https://www.khwajahasanizami.life

سید صاحب اپنوں کے لیے سایۂ شفقت تھے

از قلم: سیدہ ارجمند بانو نظامی (اہلیہ خواجہ سید محمد نظامیؒ)

کسی انسان کے ساتھ گزرا ہوا وقت کبھی صرف یادیں نہیں بنتا، وہ ہماری زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ بعض رشتے ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ جینے کی عادت اس قدر گہری ہو جاتی ہے کہ ان کے جانے کے بعد صرف ایک شخص کی کمی محسوس نہیں ہوتی، بلکہ زندگی کا پورا انداز بدل جاتا ہے۔ میرے لیے سید صاحب بھی ایسا ہی ایک رشتہ تھے۔ شوہر، بچوں کے والد، گھر کے نگہبان اور میری زندگی کے ہر اچھے برے وقت کے ساتھی۔ میرے سید صاحب۔ فرسٹ ایئر میں میری شادی ہوئی۔ اس سے پہلے میری زندگی زیادہ تر اسکول کی مصروفیات تک محدود تھی۔ امی کا ارادہ تھا کہ گریجویشن مکمل ہونے کے بعد شادی ہو، مگر رشتہ طے ہوتے ہی چچا جان نے جلدی کی کہا کہ شادی فوراً کر دی جائے۔ چنانچہ شادی کی تاریخ طے ہوگئی اور 6 مارچ 2002 کو نکاح ہوگیا۔ سید صاحب اور میری عمر میں زیادہ فرق نہ ہونے کی وجہ سے ہم دونوں کا ذہنی مزاج بھی ایک جیسا تھا۔ اسی لیے ایک دوسرے کو سمجھنے اور زندگی کے معاملات میں ساتھ چلنے میں ہمیشہ ایک خاصی آسانی رہی۔ یوں ازدواجی زندگی کے حقوق اور ذمہ داریاں بھی ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہوئے سیکھیں۔ سید صاحب کو میں نے کبھی حاوی ہونے والا یا اپنی بات منوانے والا نہیں پایا۔ ہر بات اور ہر کام سے پہلے مشورہ لینا ان کی عادت تھی۔ وہ ہر معاملے میں مل کر فیصلہ کرنا پسند فرماتے تھے۔ زندگی کے تمام مشکل اوقات ہم نے ساتھ گزارے، مگر ایک دوسرے کا ساتھ ہونے کی وجہ سے کبھی وہ مشکلات اتنی مشکل محسوس ہی نہیں ہوئیں۔

شادی کے بعد الحمدللہ میں نے چچا جان کا زمانہ بھی دیکھا۔ ابتدا میں سید صاحب مجھ سے "آپ" اور "جناب" کہہ کر بات کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چچا جان نے انہیں اس طرح بات کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اپنی بیگم سے اتنے تکلف سے بات کیوں کرتے ہو، "تم" کہہ کر بات کیا کرو، اس سے رشتے میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس دن کے بعد سے مجھے "تم" کہہ کر مخاطب کرنے لگے۔ آج یہ چھوٹی سی بات بھی یاد آتی ہے تو اس میں چھپی ہوئی محبت بہت محسوس ہوتی ہے۔ ایسے ہی کبھی میری کسی سے تعارف کراتے تو ضرور تعریف کے ساتھ ذکر کرتے کہ یہ اپنے اسکول کی ٹاپر ہیں، میں منع کرتی کہ اس کی ضرورت نہیں تو ایک مسکراہٹ جو ہمیشہ ان کے چہرے پر تبسم بن کر رہتی تھی اسی مسکراہٹ کے ساتھ فرماتے سب کو خبر ہونی چاہیے کہ تم کتنی ذہین اور قابل ہو۔

بڑوں سے محبت اور بچوں پہ سدا شفقت فرماتے تھے۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی سید صاحب کا انداز بہت اپنائیت بھرا تھا۔ جب تک گھر کے سب افراد بیٹھ نہ جاتے، وہ کھانا شروع نہیں کرتے تھے۔ سب کا کھانا ختم ہونے تک وہیں تشریف فرما رہتے۔ دوپہر کا کھانا بھی اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک بچے اسکول سے واپس نہ آجاتے۔ کبھی بچے تھکے ہوئے ہوتے تو خود انہیں اوپر کے کمرے سے نیچے لے کر آتے

© https://www.khwajahasannizami.life

تاکہ سب مل کر کھانا کھائیں۔اور بتاتے کہ جہاں تک ہو سکے ساتھ کھانا چاہیے کیونکہ ساتھ کھانے میں برکت ہے۔گھر کے سودے بھی اکثر خود بازار سے لے آتے۔کسی کام کو کرنے میں کبھی جھجک یا شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔قریب کے بازار" بھوگل" کا تقریباً ہر دکاندار انہیں بخوبی جانتا تھا۔اب جب کبھی وہاں کسی کا جانا ہوتا ہے تو لوگ انہیں یاد کر کے بڑے افسوس سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

بچپن ہی سے اپنے بڑوں کے ساتھ جنگل جانے کا شوق تھا۔سلائی کا ہنر بھی خوب جانتے تھے۔مچھلی انہیں بہت پسند تھی، خاص طور پر تلی ہوئی مچھلی بڑے شوق سے کھاتے تھے۔سید صاحب کو باربی کیو بنانے کا بھی بڑا شوق تھا۔شادی کے بعد سے میں باربی کیو کے لیے مصالحہ لگایا کرتی اور وہ خود اسے کوئلے پر سینکتے۔مگر انتقال سے کچھ عرصہ پہلے پہلی بار مجھ سے کہا کہ"مصالحہ لگانا بھی مجھے سکھا دو، انسان کو سب کام آنے چاہیے۔" اسی طرح مچھلی پکانے کا بھی سید صاحب کو نیا شوق ہوا۔کہتے کے سامان کاٹ کر دے دیا کرو۔میں سامان کاٹ کر دے دیتی تو وہ بہت مزیدار مچھلی پکاتے اور بڑی خوشی سے سب کو کھلاتے۔باربی کیو بناتے وقت بھی ان کی توجہ صرف اپنے کھانے کی طرف نہیں ہوتی تھی۔اپنے کھانے سے پہلے تمام ملازمین کی پلیٹیں لگواتے، بار بار ان سے پوچھتے انہیں دیتے رہتے اور ان کے کھانے کا پورا انتظام کرتے۔دوسروں کو کھلانے اور ان کا خیال رکھنے میں انہیں بڑی خوشی محسوس ہوتی تھی۔مہمانوں کو کھانا کھلانے کا بھی انہیں بہت شوق تھا۔جتنی اچھی چیز لا کر مہمانوں کو کھلا سکتے ضرور کھلاتے تھے۔مجھے بھی یہ کام ہمیشہ خوش نصیبی لگتا ہے کیونکہ مہمان اپنے ساتھ رزق لے کر آتا ہے۔عرس میں آنے والے مریدین اور مہمانوں کے لیے ہمیں خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ان کے لیے ہر وقت تازہ کھانا پکایا جائے۔کبھی باسی کھانا نہ کھلایا جائے۔اگر کبھی کھانا بچ جائے تو وہ گھر والوں کے لیے رکھ دیا جائے، انہیں نہ دیا جائے، کیونکہ وہ ہمارے مہمان ہیں۔ان کے کھانے کے ساتھ ساتھ ان کی صحت کا خیال رکھنا بھی ہمارا کام ہے۔اسی طرح سید صاحب نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ جمعہ کے روز کھانا وافر پکایا جائے اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا جاتا تھا۔اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہر جمعہ نماز کے بعد جب وہ درگاہ شریف سے واپس آتے تو ضرور کوئی نہ کوئی مہمان اپنے ساتھ لے کر آتے۔مہمان کو کھانا کھلا کر انہیں بہت خوشی ہوتی تھی۔مہمانوں کو کھانا کھلانے کے ساتھ ساتھ محبوبِ الٰہی میں روزانہ لنگر کا انتظام ہو جائے، یہ ان کے دل کی ایک بڑی خواہش تھی جو وہ پورا کرنا چاہتے تھے۔جہاں ہم رہتے تھے اسی کے نیچے والے حصے میں وہ کچن بنانے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ وہاں سے درگاہ شریف تک جانے کا راستہ بھی تھا۔کہتے تھے کہ اگر یہیں کچن بن جائے تو وہیں سے کھانا تیار کر کے تقسیم کرنا آسان رہے گا۔دوسروں کو کھلانے کا شوق ان کی طبیعت میں صرف ایک عادت نہیں تھا، بلکہ وہ اسے ایک مستقل خدمت کی صورت میں دیکھنا چاہتے تھے۔

گھر کے اندر ان کی شخصیت ایک نہایت سادہ لوح انسان کی سی تھی۔غرور، تکبر یا بڑائی نام کو نہیں تھی۔طبیعت میں بڑا ظرف تھا۔ایک مرتبہ میں نے انہیں ایک حدیثِ پاک سنائی اور اس کا مطلب پوچھا۔حدیث میں ملازم کو دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا ذکر تھا۔انہوں نے سن کر فرمایا:"یعنی اس کا مطلب ہے

کچھ نہ کہو، کیونکہ ایک دن میں ستر مرتبہ اتنی غلطی کوئی کر ہی نہیں سکتا۔" ایسی باتوں پر پھر ہماری دیر تک گفتگو ہوا کرتی تھی۔ میں ہمیشہ "فوائد الفواد" پڑھتی ہوں اور اسے گروپ میں بھی پڑھ کر شیئر کرتی رہتی ہوں۔ سید صاحب بھی اس گروپ میں ایڈ ہو گئے تھے اور بڑے شوق سے ہر مجلس سنا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ حیدرآباد میں جب میں یہ مجلس سنا رہا تھا تو عتیق بھائی کے بیٹے نے اسے مکمل سنا دیا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا یہ بھی کتاب پڑھتے ہیں؟ جواب ملا کہ نہیں، یہ کتاب نہیں پڑھتے، لیکن گروپ میں میری جو ریکارڈنگ آتی تھی، اُسے سُن سُن کر اس بچے نے وہ مجلس یاد کر لی تھی۔ یہ سن کر وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور مجھ سے فرمایا: "بہت اچھا کام کرتی ہو مریدوں کی خواتین کے لیے ہمیشہ جاری رکھو کہ عورتیں سنتی ہیں تو ساتھ بچے بھی سن لیتے ہیں۔" ان کے یہ الفاظ میرے لیے ہمیشہ حوصلہ بڑھانے والے رہے۔

سید صاحب اکثر بہت مصروف رہتے تھے۔ عدالت کے کام، درگاہ شریف کی ذمہ داریاں اور مسلسل سفر، لیکن اس سب کے باوجود مریدین کی خاص پرواہ کیا کرتے تھے۔ سید صاحب اب سفر میں بہت زیادہ رہنے لگے تھے۔ 2026 جنوری میں جو آخری سفر انہوں نے کیا وہ کافی طویل تھا۔ بچے انہیں بہت یاد کر رہے تھے۔ میں نے فون کر کے کہا کہ "آپ کے بغیر گھر، گھر ہی نہیں لگتا۔ آپ کے جانے سے سارے کام بے ترتیب ہو جاتے ہیں گھر میں سناٹا رہتا ہے۔ اتنا طویل پروگرام نہ بنایا کریں۔" سفر سے واپس آنے کے بعد بچوں نے اور میں نے بھی کہہ دیا کہ اب فائنل امتحان تک کہیں کا پروگرام نہ بنائیں گھر میں رہیں۔ آپ گھر میں ہوتے ہیں تو گھر میں رونق رہتی ہے۔ میری بات سن کر وہ مسکرائے اور بڑی سادگی سے فرمایا: "ایک پروگرام تو ہے میرا بنا ہوا اس کے بعد گھر میں رہوں گا۔" اس وقت ان کے اس جملے کو ہم نے بھی ایک معمول کا پروگرام ہی سمجھا۔ کون جانتا تھا کہ وہ اپنے آنے والے سفر کی خبر دے رہے ہیں۔ آج جب وہ الفاظ یاد آتے ہیں تو دل پر ایک عجیب بوجھ اتر آتا ہے۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ اپنے اس جملے میں گویا یہ بات بتا رہے تھے: کہ "اس کے بعد اب ہمیشہ کے لیے اپنے ابدی گھر میں رہوں گا۔"

پچھلے چھ سال سے ان کی ایک کیفیت بہت نمایاں ہو گئی تھی۔ کسی بھی درد یا محبت کی بات پر آنکھوں میں آنسو آجاتے، اکثر آنکھیں اشکبار رہتی۔ کسی بھی بات پر آنکھیں فوراً سرخ ہو کر ڈبڈبا جاتیں۔ پہلے ایک دوست اور بھائی دانش کے انتقال نے انہیں بہت متاثر کیا، پھر بیٹی فاطمہ کے انتقال کے بعد سے یہ کیفیت اور بھی بڑھ گئی تھی۔ ایک مرتبہ "تذکرہ نظامیہ" میں سے ایک سطر میں نے پڑھ کر سنائی۔ اسے سن کر وہ بہت دیر تک روتے رہے۔ انہیں اس طرح روتے دیکھ کر میری اپنی طبیعت بھی بے قرار ہو گئی۔ اس میں لکھا تھا کہ اول تو آدمی کو مشہور نہیں ہونا چاہیے، اور اگر مشہور ہو تو ایسا ہو کہ قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

2003ء میں جب ہماری بیٹی پیدا ہوئی تو وہ ان کی بہت لاڈلی تھی۔ اس کا نام بھی انہوں نے فوراً خود ہی رکھا اور فرمایا کہ سید محمد کی بیٹی "فاطمہ زہرا" ہوگی۔ اور فاطمہ زہرا کیوں نہ ہوتی، شاید اس کا ساتھ تو ازل سے ہی لکھا تھا۔ آج بھی جب گھر والوں میں

سے کسی کو سید صاحب خواب میں نظر آتے ہیں تو چھوٹی عمر کی فاطمہ بھی ضرور ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولاد سے ان کا تعلق اور ان کی تربیت کا انداز بہت عملی تھا۔ بچوں کو ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتے گھر میں اپنے ساتھ جماعت سے نماز پڑھاتے، خاص طور پر شافی میاں کو اپنے ساتھ رکھتے اور کہتے تھے کہ بچے والد کو دیکھ کر زیادہ سیکھتے ہیں۔ فاطمہ اور شافی بہت چھوٹی عمر سے ان کے ساتھ رہتے آئے تھے۔ بچوں کی خوشی اچھی تربیت اور ان کی ضروریات کا وہ بہت خیال رکھتے تھے۔ شافی میاں سے اب وہ بڑے لوگوں کی طرح مشورے بھی لینے لگے تھے۔ 21 ستمبر 2025ء کو جب ماشاء اللہ شافی میاں اٹھارہ سال کے ہوئے تو انہوں نے فوراً ڈرائیونگ شروع کرنے کو کہا۔ روز اپنے ساتھ لے جایا کرتے اور کہتے کہ جلدی سیکھ لو، میں نے اپنے شوق سے چودہ سال کی عمر میں کار چلانا سیکھ لی تھی۔ انتقال سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ہی ایک سیکنڈ ہینڈ مینوئل گیئر کار لی تھی اور شافی سے کہا تھا کہ "اس پر ہاتھ صاف کرلو، پھر اپنی اماں کے ساتھ چلے جایا کرنا، جو بھی ان کو کام ہو۔"

مجھ سے بھی کہا کہ "اب تم بھی چلایا کرو، ڈی ایل تو ہے تمہارے پاس۔" میں نے جواب دیا کہ "مجھے اس سردردی کی کیا ضرورت، آپ سلامت رہیں۔ اب بیٹا سیکھ رہا ہے، میرے لیے یہی کافی ہے۔ میں کیوں کار چلاؤں؟"

آپ کے یوں تربیت کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں نے کچھ چیزیں آپ کو دیکھ دیکھ کر ایسی سیکھیں جو آج ان کے اندر جیسے گھر کر گئی ہیں۔ جھوٹ نہ بولنا، غیبت نہ کرنا، کسی کا برا نہ چاہنا، نرم دلی، جانوروں سے ہمدردی، شکوے شکایت سے دور رہنا، گھمنڈ اور تکبر سے بچنا۔ میں یہ باتیں صرف اس لیے نہیں بتا رہی کہ یہ ہمارے بچے ہیں بلکہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے یہ چیزیں ان کے اندر محسوس کی ہے۔ مثال کے طور پر حسن میاں کو الگ الگ ملکوں کے کرنسی نوٹ جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ جب بھی سید صاحب کے پاس کوئی نیا نوٹ آتا، حسن میاں کو لا کر دیتے۔ یوں ان کی ویلیویشن میں اضافہ ہوتا رہتا اور حسن میاں فوراً جھک کر انہیں سلام کرتے۔ افسوس کہ اس آگ میں وہ ساری جمع کی ہوئی چیزیں جل کر خاک ہوگئیں، مگر میرے صابر بچے نے ایک لفظ شکایت کا نہیں کہا۔ میں نے کہا: "ہم دوبارہ جمع کرلیں گے۔" تو بولے: "نہیں مما، اب نہیں کروں گا۔"

صبر کی یہ کیفیت عموماً بچوں میں آسانی سے نظر نہیں آتی، مگر یہ بچے سید صاحب جیسے والد کو قریب سے دیکھ کر بڑے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے بعض باتیں صرف نصیحت نہیں رہیں بلکہ ان کی شخصیت کا حصہ بن گئی ہیں۔

سید صاحب نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات کا سامنا کیا مگر اچھی بات یہ تھی کہ وہ کسی بھی بات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتے تھے۔ اللہ پر مکمل توکل رکھتے تھے۔ توکل علی اللہ ان کی شخصیت کی نمایاں صفت تھی۔ کسی چیز کے مل جانے پر نہ بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے تھے اور نا کسی چیز کے کھو جانے پر بہت زیادہ ملال کرتے تھے۔ یہ صفت بھی انہیں اپنے پیر، اپنے چچا جان سے ملی تھی۔ وہ چچا جان کے ساتھ کافی وقت گزارتے تھے اور ہر جگہ سائے کی طرح ان کے ساتھ رہتے

تھے۔ بزرگوں سے ان کا بہت گہرا تعلق تھا، خاص طور پر تمام خواجگان سے عشق تھا، مگر اپنے پیر جیسا کسی کو نہیں پایا تھا۔ فرماتے تھے:

"سب پیروں کے حال جانتے ہیں مگر چچا جان کی کوئی مثال نہیں۔ دنیا سے ایسی بے رغبتی کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ جو آتا بانٹ دیا کرتے تھے خالی ہاتھ دنیا سے گئے۔" چچا جان کا ان کی زندگی میں کسی کے ساتھ کوئی مالی معاملہ نہ تھا۔ نہ کبھی کوئی انشورنس، نہ کوئی پالیسی، نہ کوئی ایف ڈی، اور نہ مال و دولت جمع رکھنے کا اہتمام۔ جو کچھ آتا اللہ کی راہ میں اور ضرورت مندوں پر خرچ کر دیا کرتے۔

سید صاحب بھی اُسی تربیت میں پل کر بڑے ہوئے تھے۔ جب وہ خود دنیا سے گئے تو ہو بہو یہی حال تھا۔ انہوں نے بھی کسی قسم کی کوئی پالیسی نہیں لی ہوئی تھی۔ حادثے کے بعد جو لوگ تعزیت اور خیریت کے لیے آنے والوں میں شامل تھے، ان میں سے بعض کی عقل حیران تھی کہ کوئی پالیسی نہیں کرائی ہوئی انشورنس نہیں کیا۔ مگر جو انہیں قریب سے جانتے تھے وہ جانتے تھے کہ اللہ پر توکل کرنے والے اللہ والے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

عام آدمی جب خرچ کرتا ہے تو سوچتا ہے کہ کہاں تک خرچ کرنا ہے خرچ کرنے کے بعد کچھ بچے گا بھی یا نہیں۔ لیکن اللہ والوں کا معاملہ کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جو کچھ اللہ کی طرف سے آتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہیں گھبراتے۔ اسے بچا کر رکھنے کی خواہش ان کے دل میں نہیں ہوتی، کیونکہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا ضائع نہیں ہوتا۔ وہ جانتے تھے کہ جو اللہ کی راہ میں دیتا ہے اللہ اسے اور عطا فرماتا ہے اور جو روک لیتا ہے اس کے لیے روک دیے جانے کا اندیشہ بھی ہے۔ یہی توکل، یہی بے نیازی اور یہی یقین بزرگوں کی تربیت سے نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا سید صاحب تک پہنچا تھا۔ رفتہ رفتہ سید صاحب اپنے پیر کے رنگ میں اس قدر ڈھل گئے تھے کہ اب آپ کی گفتگو اور انداز میں اپنے پیر و مرشد کی جھلک نمایاں ہونے لگی تھی۔

اسی طرح امامین (امام حسن و امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو بھی ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ ان کے مصائب کے سامنے اپنی مشکلات انہیں بہت چھوٹی محسوس ہوتی ہیں۔ ان کا احساس تھا کہ جب کربلا اور کربلا والوں کو یاد کیا جائے تو انسان کا اپنا غم بھی باقی نہیں رہتا۔ ایک مرتبہ محرم میں شاہد مہدی صاحب کے گھر امامین علیہم السلام کی مجلس میں ہمارا جانا ہوا۔ وہاں کی روحانی کیفیات دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے گھر میں بھی ۶ محرم سے مجلسِ شبیر رکھی جائے تو کیسا رہے گا۔ اس کا اظہار میں نے سید صاحب کے سامنے کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ اسی سال سے ہمارے گھر میں ۶ محرم کی مجلس کا سلسلہ شروع ہوا، جو آج بھی جاری ہے۔

ہزارہا مصروفیتوں اور ذمہ داریوں کے باوجود شادی کے بعد سے لے کر ان کے انتقال تک میں اس بات کی گواہ ہوں کہ سید صاحب نے کبھی کسی ذمہ داری سے رخ نہیں پھیرا۔ ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔ چاہے اہلِ

© https://www.khwajahasannizami.life

خانہ ہوں، رشتہ دار ہوں یا اہلِ سلسلہ، سب کی ضرورتوں کا پورا پورا خیال رکھتے۔ اپنی شادی کے بعد دونوں بہنوں کی شادی بخوبی انجام دی اور ان کی پوری ذمہ داری اٹھائی۔ یوں اپنی بہنوں کے لیے ایک بھائی کی صورت میں والد کا کردار بھی نبھایا۔ کبھی کسی ذمہ داری سے رخ نہیں پھیرا بلکہ خوشی خوشی سب کا خیال رکھا کرتے تھے۔

یقیناً گھر کی ذمہ داریاں بہت زیادہ تھیں، لیکن وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام کے بارے میں سوچتے رہتے تھے۔ گھر اور خواجہ حال کو انہوں نے بہت خوبصورتی سے سنبھالا۔ جس کونے کی مرمت یا تعمیر کا کام شروع کرواتے، اس کے بعد ایسا محسوس ہوتا جیسے گھر کا کوئی دوسرا حصہ ان سے کہہ رہا ہو کہ صاحب میں بھی آپ کی توجہ کا منتظر ہوں۔ مہمان خانوں کو انہوں نے ایک نئی زندگی بخشی۔ گھر کی حفاظت کے لیے لوہے کے دروازے، جالی کے دروازے اور وینٹیلیشن وغیرہ کا خاص خیال رکھتے تھے۔ گھر کے ہر کونے، ہر دیوار، ہر دروازے اور حتیٰ کہ چھوٹی سے چھوٹی خرابی پر بھی ان کی نظر ہوتی اور وہ اسے فوراً درست کروانے کی کوشش کرتے۔ صحن میں لال پتھر گھس گئے تو کہنے لگے: ''اب یہاں کے فرش کی باری ہے صاف پتھر لگ جائیں تو بہت اچھا لگے گا۔''

سید صاحب گھر کو سنبھالنے والے ایسے شخص تھے جو سب کا خیال رکھتے تھے، مگر اپنی خدمت کسی سے کروانا پسند نہیں کرتے تھے۔ کبھی تھک کر باہر سے آتے اور رات کو بچے ان کے پاؤں دبانے لگتے تو فوراً منع کر دیتے اور کہتے:

''مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا، یہ نہ کیا کرو۔''

ہم ہنستے ہوئے کہتے کہ آپ تو چاہتے ہی ہیں کہ ہمارا ثواب آپ سے زیادہ نہ ہو جائے، ہم بھی سونا چاندی صدقہ کر کے سونا چاہتے ہیں۔ اس پر وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پھر یہی کہتے:

''اچھا نہیں لگتا، یہ نہ کیا کرو۔''

محبوبِ الٰہیؒ کے گھر کی ہر ایک چیز وہ اپنی مرضی اور شوق سے لاتے تھے۔ ایک دروازہ جو خاص کمرے میں لگنا تھا، اس کی دو ماہ سے بھی زیادہ پلاننگ کی گئی۔ کئی سو دروازوں میں سے ایک کو منتخب کیا گیا اور پھر اس ایک دروازے کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش جاری رہی۔ برسات کی وجہ سے لکڑی پر پالش نہ ہو سکی۔ بالآخر جنوری میں دروازہ لگنے کا کام مکمل ہوا تو عنقریب وہ پہلی مرتبہ اسے دیکھنے کے لیے بدایوں شریف جانے والے تھے مگر اللہ کے فیصلے کچھ اور ہوا کرتے ہیں۔ جب کشتی کنارے لگنے کو ہوتی ہے تو لہریں بڑھا دی جاتی ہیں۔ یہی ایمان والوں کا امتحان ہوا کرتا ہے۔

ان کے شوق صرف گھر تک محدود نہیں تھے۔ کتابوں کی اشاعت کا بھی انہیں بہت شوق تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ بزرگوں کی کتابیں زیادہ سے زیادہ شائع ہوں اور عام لوگوں تک پہنچیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ گھر میں کہیں سے بھی کوئی پرانی کتاب ملتی تو میں انہیں دے دیتی جس سے وہ بہت خوش ہوتے۔

پچھلے سال ۲۰۲۵ء میں محبوبِ الٰہی کے عرس کے موقع پر کتاب ''فیضانِ فخریہ'' کی اشاعت پر انہیں بہت خوشی ہوئی۔ بار بار کہتے تھے کہ یہ چچا جان کی خواہش تھی، اور مولانا فخر پاک سے بھی چچا جان کو خاص لگاؤ تھا۔

ان سب ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ نماز نہ چھوٹنے پائے۔ نماز کے بڑے پابند تھے اور کبھی بیٹھ کر نماز نہ پڑھتے۔ روزانہ حزب البحر کا ورد بلند آواز سے کرتے پورے ہال میں سید صاحب کی آواز گونجا کرتی تھی۔ کافی طویل ذکر کیا کرتے اور اس دوران کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

صوفی کلام سننے کا بھی انہیں بہت شوق تھا۔ اس کے بغیر ناشتہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ فارسی، اردو اور عربی، ہر طرح کا کلام پسند تھا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ، پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اکثر سنا کرتے تھے۔ گاڑی میں بھی ہمیشہ اس کا اہتمام رہتا۔ بعض قوالوں کے مطابق، سید صاحب کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی کلام "ہر شب منم فتادہ بہ گرد سرائے تو" کے اشعار بہت پسند تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے قوالوں کو تاکید کی تھی کہ میرے جنازے پر اس کلام کے اشعار ضرور پڑھے جائیں۔ مگر جب سید صاحب کا جنازہ تیار ہوا اور قوالوں سے کلام پڑھنے کو کہا گیا تو کسی کو وہ اشعار پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اسی سال حج پر جانے کا بھی ارادہ کر رہے تھے۔ فرمایا: "اللہ کروادے، اس سال تو اچھا رہے گا۔" دوسرے پیر بھائیوں سے بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ میں نے کہا: "مجھے بھی لے چلیے گا، کوئی تو خدمت کے لیے چاہیے ہوگا آپ کو۔" وہ وقت آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ انسان اپنے آنے والے کل کے لیے بہت سے ارادے باندھتا ہے، مگر آخری فیصلہ ہمیشہ اسی ذات کا ہوتا ہے جس کے سامنے ہر ارادہ، ہر خواہش اور ہر منصوبہ سپرد ہے۔

بزرگوں سے ان کی محبت اور ان سے ملنے والی تربیت کا ایک خوبصورت اثر یہ بھی تھا کہ سید صاحب اپنی دادی اماں سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ بات بات میں ان کی مثال دیتے اور کہتے: "دادی اماں ہوتیں تو اس کام کو یوں کرتیں۔" دادی اماں نے یہ کام کیا" عرس میں آنے والے مریدین کا یوں انتظام کرتی، ان سے جڑی یادیں بڑے شوق سے بیان کرتے اور ان کے بہت سے قصے ہمیں سنایا کرتے تھے۔ سید صاحب اپنی دادی کے بڑے لاڈلے تھے، اور لاڈلے کیوں نہ ہوتے، جب کہ وہ اپنی دادی ہی کی بشارت تھے۔ آپ کی بڑی بہن کی ولادت کے بعد دادی جان نے فرمایا تھا کہ اگلا بیٹا ہوگا اور اس کا نام سید محمد ہوگا۔ یوں دادی اماں کی وہ بشارت ان کی زندگی سے ایک خاص نسبت بن کر جڑی رہی۔ شاید اسی لیے ان کے دل میں دادی جان کی محبت بھی بہت گہری تھی اور ان کی یادیں بھی ہمیشہ تازہ رہیں۔ جب دوسری بیٹی ہوئی تو اس کا نام اپنی دادی اماں کے نام پر "محمودہ بانو" رکھا۔ محمودہ بانو شروع دن سے ہی ہنس مکھ چہرے والی ہے۔ والد اسے دیکھتے تو بس نہارتے رہتے اور کہتے: "یہ بڑی خوش نصیبی ساتھ لائی ہے۔" فاطمہ کے انتقال کے بعد تو محمودہ اور بھی ان کے دل کے قریب ہوگئی تھی۔ وہ پیار سے محمودہ کو "پیارو بیٹو" کہہ کر پکارتے تھے۔ جب بھی کوئی چیز لاتے تو سب سے پہلے محمودہ کو دیتے۔ محمودہ میں بھی دادی اماں کے نام کا اثر تھا۔ ابھی تین یا چار

سال کی بچی تھی مگر دسترخوان پر بیٹھتی تو جب تک ہر ایک کو پانی کا گلاس اور پلیٹ نہ دے دیتی، اپنی جگہ پر نہ بیٹھتی تھی۔

مگر اس حادثے کے بعد جب بھی اسے دیکھتی ہوں تو دل بھر آتا ہے۔ پہلے جس محمودہ کی مسکراہٹ دیکھ کر سید صاحب کی آنکھوں میں محبت اتر آتی تھی، آج اس کے چہرے پر خاموشی دیکھ کر دل سے بے اختیار صدا نکلتی ہے: اللہ! میرے بچوں پر خصوصی کرم فرما، ان کے چھوٹے چھوٹے دلوں سے یہ بوجھ ہلکا کر دے اور ان کے چہروں پر وہی معصوم سی مسکراہٹ پھر سے لوٹا دے۔

اپنی بہنوں اور اولاد سے یوں محبت رکھنے والے سید صاحب اپنی والدہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا بھی اعلیٰ پیکر تھے۔ ماں کی ایک نظرِ محبت اور ایک دعا ان کے لیے بہت بڑی نعمت تھی۔ وہ ان کی ہر ضرورت، ان کی صحت اور ان کی راحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کی زبان سے نکلی ہوئی ہر خواہش کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ وہ اپنی والدہ کے آرام اور خوشی کے لیے ہمیشہ فکرمند رہتے۔ غرض کہ وہ ایسے فرمانبردار بیٹے تھے جو اپنی ماں کی خدمت کو سعادت سمجھتے اور ہمیشہ ان کی دعاؤں کے طلب گار رہتے تھے۔ آج وہ اپنی والدہ کے پاس نہیں، مگر ان کی محبت اور خدمت کی خوب صورت یاد اور سب سے بڑھ کر اُن کی اولاد ان کے سامنے ہے۔

اللہ کرے سید صاحب کی محبت و خلوص کی برکت سے ان رشتوں میں بھی وہی نرمی، اپنائیت اور محبت باقی رہے، اور اللہ ہر شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان کے انتقال سے صرف ایک دن پہلے، ۱۷ شعبان کو، ہم نے دادی اماں کی نیاز دلائی تھی۔ اس موقع پر شب دیگ پکوائی گئی تھی، جو انہیں بہت پسند آئی۔ اگلے روز صبح بھی انہوں نے جلد ناشتہ کیا، کیونکہ گیارہ بجے ماہانہ قل میں شریک ہونا تھا۔ اسی روز درگاہ شریف میں بی بی فاطمہ سام رضی اللہ عنہا کی سالانہ فاتحہ کے لیے میٹھی بادام والی روٹی بھی پکوائی گئی تھی۔ درگاہ شریف سے واپس آتے ہی معراج بھائی اور دیگر مریدین کے ساتھ بی بی فاطمہ سام رضی اللہ عنہا کی درگاہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے تقریباً دو بجے واپسی ہوئی۔ گھر آتے ہی فرمایا: ''کھانا نکال دو، آج بھوک لگی ہے۔'' پھر کہنے لگے: ''بھوگل جاؤں گا، کچھ کام ہے تم کو؟ اگر ہے تو چلو۔'' میں نے کہا: ''کام تو ہے، مگر آج نہیں جا رہی پھر کبھی۔'' اس روز دو بجے کے قریب وہی شب دیگ جو دادی اماں کی نیاز کے لیے پکوائی گئی تھی وہی کھانا پھر سے کھایا۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ یہی سید صاحب کا آخری کھانا ہوگا۔ اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر کہنے لگے: ''محبوب الٰہی کے گھر کے پردے لینے ہیں۔'' میں نے کہا: ''جی، پھر کل دلی چلیں گے۔ آپ کے عید اور رمضان کے کپڑے بھی لے لیں گے۔'' کیونکہ بعد میں ٹیلر وقت پر کپڑے سی کر نہیں دیتے تھے۔ میری بات پر فرمایا: ''ہاں اور پردے بھی اچھے موٹے کپڑے کے لیں گے۔'' پھر وہ بھوگل چلے گئے۔ تقریباً ساڑھے چار بجے واپس آئے۔ ساتھ کچھ ناشتے کا سامان بھی لے کر آئے تھے۔ ہال میں بیٹھتے ہوئے فرمایا: ''یہ کھانے کا مناسب وقت ہے؟'' میں نے جواب دیا: ''بالکل

مناسب وقت ہے۔" اس کے بعد وہ عصر کی نماز کے لیے وضو کرنے گئے۔ میں اٹھی باہر ہال میں آئی۔ اور بس۔۔۔۔

یہی وہ لمحہ تھا جس کے بعد ہماری زندگی کی آواز بدل گئی۔ سید صاحب نے گھر کی حفاظت کے لیے ہر ممکن انتظام کروایا تھا۔ تقریباً ہر جگہ لوہے کے دروازے اور جالی کے دروازے لگوائے، وینٹیلیشن کا خاص خیال رکھتے اور اس پر اتنا زور دیتے کہ گھر میں ہوا کی آمد و رفت مناسب رہے۔ پر کسے خبر تھی کہ جس گھر میں وینٹیلیشن کی وہ اتنی فکر کیا کرتے تھے ایک دن اُسی گھر میں ان کی شہادت کا بہانہ دم گھٹ جانا بن جائے گا۔ اُن دنوں دہلی میں پولوشن بہت زیادہ تھا، اس لیے گھر کے دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں۔ پھر آگ لگی، گرمی کی شدت ایسی بڑھی کہ سب کچھ اپنی جگہ سے ٹوٹتا چلا گیا۔ وہ دروازے جنہیں سید صاحب نے حفاظت کے لیے لگوایا تھا، وہ دیواریں جنہیں انہوں نے سنوارا تھا، وہ چھت جس کے نیچے اپنے خوابوں کا گھر آباد کیا تھا سب آگ کی شدت کے سامنے بے بس ہو گئے۔ آخرکار وہ گھر جس گھر کی ایک ایک دیوار اور ایک ایک دروازے کو اپنی مضبوط وجود کے سہارے سے کھڑا کیا تھا اُس آگ میں گھر کی دیواریں، چھت اور ہمارے سر کا سایہ سب کچھ ہم سے چھن گیا۔ آج وہ دروازہ بھی ہے جسے انہوں نے حفاظت کے لیے لگوایا تھا، وہ کمرے بھی ہیں جسے انہوں نے اپنی محبت سے آباد کیا تھا، بچوں کی چیزیں بھی ہیں، اُن کو میں نے دی ہوئی پرانی کتابیں بھی ہیں، بس وہ نہیں ہیں۔

کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی دروازہ کھلے گا وہ اندر آئیں گے اور حسبِ معمول کسی کام کے بارے میں مجھے سے پوچھیں گے۔ پھر حقیقت سامنے آجاتی ہے تو دل دوبارہ ٹوٹ جاتا ہے کہ اب کبھی نہ یہ دروازہ کھلے گا نہ وہ آئیں گے۔ جس گھر کے سناٹے سے گھبرا کر میں نے کبھی فون پر کہا تھا، "آپ کے بغیر گھر گھر نہیں لگتا"، آج وہی سناٹا میری زندگی کا حصہ بن گیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے، "ایک پروگرام تو ہے میرا بنا ہوا اس کے بعد گھر میں رہوں گا۔" ہم سمجھ نہ سکے کہ وہ کس سفر کی بات کر رہے ہیں۔ وہ گئے۔۔۔۔ اور ایسا گئے کہ پھر ہمیشہ کے لیے گھر میں رہ گئے۔ ظاہری وجود میں نہیں بلکہ ہماری یادوں میں رہ گئے۔ آج ان کے بعد گھر میں سب کچھ ہے، بس وہ نہیں! اور میرے لیے یہی "سب کچھ"، دراصل کچھ بھی نہیں۔ آہ! میرے سید صاحب۔۔۔ آپ گئے تو صرف آپ نہیں گئے، آپ کے ساتھ میرے گھر کی آواز بھی چلی گئی۔

یا اللہ! میرے سید صاحب کو اپنی رحمت میں وہ مقام عطا فرما جس کے وہ مستحق ہیں اور میرے بچوں کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔ یارب! میرے دل کو ان کی جدائی کا صبر دے، اے ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے مولیٰ میرے بچوں کے سروں پر اپنی رحمتوں سایہ قائم رکھ۔ ہر شر سے ان کو محفوظ رکھ۔ جو گھر سید صاحب کے بغیر خالی ہو گیا ہے، اسے اپنی رحمت سے آباد کر دے، اور آخرت میں پھر سے میرے صاحب کے ساتھ ہم سب کو حضور ﷺ کے قرب میں جمع فرما۔ آمین یا ارحم الراحمین بحق ایاک نعبد وایاک نستعین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ دن اتنی جلدی آجائے گا

از: خواجہ سید محمد شافی نظامی (جانشین خواجہ سید محمد نظامیؒ)
مترجم: مفتی محمد ہارون نظامی

اپنے والدِ محترم خواجہ سید محمد نظامیؒ کے بارے میں بتانے کے لیے ماضی کے صیغے میں لکھنا آج بھی میرے لیے عجیب اور دشوار محسوس ہوتا ہے۔ آپ کی جدائی ہمارے خاندان کے لیے اور آپ سے وابستہ ہر شخص کے لیے ایک ایسا خلا ہے جسے قبول کرنے میں ابھی وقت لگ رہا ہے۔ بہت سے مریدین کے لیے وہ ایک محترم روحانی رہنما، رہبر اور مشکلات میں مشورہ وتسلی دینے والی شخصیت کے مالک تھے، لیکن میرے لیے وہ سب سے پہلے میرے والد تھے۔

صبر اور وقار: آپ کی شخصیت کی جن خوبیوں نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا، ان میں صبر نمایاں تھا۔ آپ کبھی معاملات میں جلد بازی نہیں کرتے تھے۔ آپ کا انداز ہمیشہ پُرسکون، متوازن اور قابل اعتماد رہا۔ زندگی کی مختلف ذمہ داریوں اور کوششوں کے دوران بھی آپ نے اپنے اسی تحمل اور وقار کو برقرار رکھا۔

خاندان اور مریدین سے محبت: ہمارے خاندان اور مریدین سلسلہ کے لیے آپ ایک مضبوط ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ سلسلے سے وابستہ لوگوں کی آپ دل سے فکر کرتے تھے اور اکثر ان کا ذکر محبت وشفقت سے کیا کرتے تھے۔ مجھے بتایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے مریدین سے کتنی محبت ہے اور آپ کے پاس ان کی کیا قدر ومنزلت ہے۔ اور ساتھ یہ بھی ذکر کرتے تھے کہ مریدین بھی آپ سے کس قدر محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ اپنے مریدین سے آپ کا تعلق آپ کے لیے بہت قیمتی سرمایہ تھا۔ آپ ہمیشہ ہمیں یاد دلاتے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے، وہ حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ کی برکتوں کے وسیلے سے ہے۔

عرس اور سیمینار: آپ کی دینی و روحانی سرگرمیوں میں سالانہ عرس اور سیمینار بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ سلسلہ نظامیہ کی اہم شخصیات کے عرس کے مواقع پر جو سیمینار منعقد کیا کرتے تھے ان میں ان بزرگوں کا ذکر یاد سے کرتے تھے جنہوں نے سلسلہ نظامیہ کی بنیاد اور اس کی خدمت میں اہم کردار ادا کیا، جن میں آپ کے دادا جان خواجہ حسن نظامیؒ، اور پیر ومرشد خواجہ حسن ثانی نظامیؒ، جو رشتہ میں آپ کے حقیقی تایا تھے بارہا ان بزرگوں کی تعلیمات کو سنایا کرتے تھے۔

لنگر سے خصوصی محبت: عرس اور سیمینار کے بعد لنگر کا اہتمام بھی آپ کی روایت کا اہم حصہ تھا۔ آپ خود اس بات پر نظر رکھتے کہ تقریب میں آنے والا ہر شخص لنگر سے فیض یاب ہو۔ لوگوں کو کھانا کھلانے میں آپ کو خاص خوشی محسوس ہوتی تھی۔ اکثر مجھ سے اس بات کا ذکر کرتے کہ بڑی تعداد میں

لوگوں کو کھانا کھلانے اور دوسروں کی خوشی میں خوش ہونے سے آپ کو کتنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

شخصیت کا سادہ اور خوش مزاج پہلو: بڑی روحانی اور انتظامی ذمہ داریوں کے باوجود آپ کی شخصیت کا ایک نہایت سادہ اور خوش مزاج پہلو یہ بھی تھا کہ آپ کو روڈ ٹرپ پر مچھلی پکڑنے کے لیے جانا پسند تھا۔ آپ کی طبیعت میں مزاح کا پہلو بھی موجود تھا۔ مصروفیات اور ذمہ داریوں سے دُور گزارے ہوئے یہ لمحات آپ کی شخصیت کے ایک پُرسکون، سادہ اور خوش دل پہلو کو سامنے لاتے تھے۔

مستقبل کی ذمہ داریوں کی باتیں: آپ اکثر مجھ سے مستقبل اور ان ذمہ داریوں کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے جو ایک دن میرے حصے میں آنے والی تھیں۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ ایک دن میں اور میرا چھوٹا بھائی حسن مرتضیٰ مل کر سلسلہ نظامیہ کے معاملات سنبھالیں گے اور ہمیں ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہوگا۔ وہ مستقبل کی ان ذمہ داریوں کے لیے ہمیں ذہنی طور پر تیار کر رہے تھے۔ لیکن میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ دن اتنی جلدی آجائے گا۔

آپ کی خاموش محبت: اپنے احساسات کے اظہار کے لیے بہت زیادہ الفاظ استعمال کرنے والے شخص نہیں تھے۔ آپ کم گفتگو کرتے اور اکثر اپنے معاملات اپنے تک رکھتے تھے۔ لیکن آپ کی خاموشی کے باوجود آپ کی محبت محسوس کی جا سکتی تھی۔ اپنے خاندان کے لیے آپ کی محبت، اپنے مریدین کی فکر، فرض کا احساس اور زندگی کے مختلف معاملات میں توازن قائم رکھنے کی آپ کی کوششیں میرے ذہن میں ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔

ایک ایسا خلا جو پُر نہیں ہوسکتا: آپ کے انتقال کے بعد ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جسے حقیقتاً پُر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن انسان اپنی زندگی سے جو کچھ دوسروں کو دے جاتا ہے، وہ اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ میرے والد نے ہمیں صبر، محبت، ذمہ داری، خدمت اور اپنے لوگوں کے ساتھ وفاداری کا جو سبق دیا، وہ آپ کی سب سے قیمتی یادگار ہے۔ میں آپ کی دی ہوئی محبت، آپ کی نصیحتوں اور آپ کے طرزِ زندگی کو ہمیشہ یاد رکھنے کی کوشش کروں گا۔

میں دعا کرتا ہوں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اے اللہ میرے والدِ محترم سید محمد نظامیؒ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما، ان کی مغفرت فرما، ان کی خدمات کو شرفِ قبول عطا فرما، اور ہمیں ان کی اچھی روایات کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا ارحم الراحمین ہمارے اہل خاندان کو آپ کے مریدین اور ان سے محبت و عقیدت رکھنے والے تمام لوگوں کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ یقیناً آپ کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

© https://www.khwajasajanizam.life

میرے پیارے بابا (والد) کے نام محبت کے ساتھ

خواجہ سید حسن مرتضیٰ نظامی (11 سالہ، چھوٹا بیٹا)

بابا کی کچھ باتیں جو میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ میری بات کی گہرائی کو سمجھ پائیں گے یا نہیں، پھر بھی میں کہنا چاہوں گا کہ "میرے لیے میرے بابا دنیا کے بہترین والد تھے۔" میری آخری سالگرہ کے موقع پر بابا نے پچھلے سال کی طرح میرے بڑے بھائی کے ساتھ مل کر ایک مذاقیہ سین کریئیٹ کیا۔ انہوں نے میرے بڑے بھائی کو زور سے آواز دی اور ان سے کہنے لگے: "تم نے اپنے بھائی کے لیے کیک کا آرڈر کیوں نہیں دیا؟" بابا کی آواز سن کر میں کیک کے بارے میں سوچتے ہوئے جب روم سے باہر آیا تو دیکھا کہ بابا کے ہاتھ میں ایک نہیں بلکہ دو کیک تھے اور ان کے ساتھ بہت سے تحفے بھی تھے۔ گویا وہ چاہتے تھے کہ جب میں روم سے باہر آؤں تو کیک اور تحفے دیکھ کر سرپرائز ہو جاؤں۔ یہ بابا کا ہمارے خاص دنوں کو مزید خوشگوار بنانے کا طریقہ تھا۔ جب کبھی وہ مجھے اسکول لینے آتے تو میرے لیے بہت سارے اسنیکس، آئس کریم اور سافٹ ڈرنکس لاتے۔ انہیں بھی وہی مشروبات پسند تھے جو مجھے پسند تھے، اس لیے وہ ہر ماہ ہمارے فریج کو سافٹ ڈرنکس سے بھر دیتے تھے۔ جب ہم نینی تال جیسی کسی لمبی ڈرائیو پر جاتے تو وہ راستے کے لیے بہت سارے اسنیکس خریدتے تاکہ ہمیں بھوک لگے تو کھانے پینے کے لیے بار بار رکنا نہ پڑے۔ بابا کو دوسروں کے لیے کام کرنا بھی بہت پسند تھا۔ وہ دوسروں کے لیے راشن یا ضرورت کی کوئی بھی چیز خرید دیتے تھے۔

بابا کو پھل کھانا بہت پسند تھا، خاص طور پر سیب۔ وہ ہمارے لیے سیب، سنترے اور بہت سے دوسرے پھل لاتے اور ہمیں ڈرائنگ روم میں بلا کر وہیں اپنے سامنے بٹھاتے اور کھلاتے تھے۔ بابا کو مچھلی پکڑنے کا بھی شوق تھا، اسی لیے وہ اکثر دریاؤں اور شمالی ہندوستان کی جھیلوں میں مچھلی پکڑنے جاتے تھے۔ بابا نے بڑی اور بہت بڑی بڑی مچھلیاں کئی مرتبہ پکڑی تھیں۔ ایک مرتبہ انہیں ایک بہت نایاب اور بہت بڑی مچھلی ملی، جسے "گولڈن مہاشیر" کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے پکڑا، اس کے ساتھ اپنی تصویر کھینچی اور پھر اسے دوبارہ پانی میں چھوڑ دیا، کیونکہ یہ نایاب مچھلی ہے اور اسے تلاش کرنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے۔ بابا ویک اینڈ پر ہمارے لیے ایرانی کباب اور اپنے پسندیدہ گرل کیے ہوئے ٹماٹر بناتے تھے۔ وہ انہیں چاول اور چٹنی کے ساتھ کھاتے تھے۔ یہ صرف تھوڑی مقدار میں نہیں بلکہ بڑی وافر مقدار میں بناتے تھے۔ وہ واقعی سب سے مزیدار گرل کیا ہوا چکن ہوتا تھا، جس کے ساتھ سافٹ ڈرنکس ضرور ہوتے تھے۔ ہمیں کھلانے کی طرح انہیں اپنے ملازموں کو بھی کھانا کھلانا بہت پسند تھا۔ انہوں نے کئی ایوارڈ بھی جیتے تھے، اور مجھے اپنے والد کا بیٹا ہونے پر فخر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میرے محبوب سید بھائی
خواجہ سید محمد نظامیؒ

پیدائش: 22 نومبر 1978ء

اس دنیا سے پردہ: 7 فروری 2026ء

ازقلم: محمد فیاض موسم نظامی (ڈربن، جنوبی افریقہ)

میرے محبوب سید بھائیؒ نے پہلی مرتبہ 2000ء میں جنوبی افریقہ کا سفر کیا۔ ان کے جنوبی افریقہ کے پہلے سفر کے موقع پر ویزا کے سلسلے میں کچھ مسئلہ پیش آگیا تھا، اس لیے میرے محبوب خواجہ صاحبؒ نے ممبئی سے جوہانسبرگ کے لیے اکیلے پرواز کی، جبکہ سید بھائیؒ ایک دو دن بعد روانہ ہوئے۔ جوہانسبرگ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر میری پہلی ملاقات سید بھائیؒ سے ہوئی۔ میں نے اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ وہ جوہانسبرگ سے ڈربن جانے والی گھریلو پرواز میں صحیح جگہ سے سوار ہوجائیں۔ وہ ایک دراز قد اور وجیہہ نوجوان تھے۔ چہرے پر ہمیشہ ایک گرمجوش مسکراہٹ رہتی اور انداز میں خاص شائستگی نمایاں تھی۔ ان کی شخصیت میں ایک خاص وقار اور کشش تھی۔ ڈربن کے لیے ایک گھنٹے کی مختصر پرواز پر روانگی سے پہلے ہم نے چند منٹ گفتگو کی۔ اس وقت میری نئی نئی شادی ہوئی تھی اور میں 2000ء میں جوہانسبرگ میں کام کررہا تھا۔

سید بھائیؒ نے خواجہ صاحبؒ کے ساتھ جنوبی افریقہ کے تین سفر کیے۔ 2019ء میں وہ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ اور اپنے سب سے چھوٹے بیٹے حسن میاں کے ساتھ ہم سے ملنے بھی آئے۔ ان دنوں ڈربن میں ایک مرید حافظ ارشاد صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ الحمدللہ، سید بھائیؒ کے آخری سفر میں انہوں نے چند لوگوں کو مرید بھی بنایا۔

لباس اور انداز: سید بھائیؒ ہمیشہ نہایت صاف ستھرے اور سلیقے سے لباس پہنتے تھے۔ وہ عموماً شیروانی اور جبہ کے ساتھ پیلے رنگ کا اسکارف پہنتے۔ ان کی داڑھی اور مونچھ ہمیشہ باقاعدگی سے تراشی ہوئی ہوتیں۔

مسکراہٹ اور گرمجوش استقبال: سید بھائیؒ مہمانوں اور دوستوں کا اکثر نہایت گرمجوشی اور خوش دلی سے مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ مصافحہ کرتے تو سب سے آخر میں ہاتھ چھوڑتے۔ اگر کوئی شخص طویل عرصے کے بعد ان سے ملتا تو وہ اسے گرمجوشی سے گلے لگاتے اور گلے سے بھی سب سے آخر میں الگ ہوتے تھے۔

دہلی رتن ایوارڈ: دسمبر 2018ء میں سید بھائیؒ کو دہلی کے وکیلوں اور ججوں کے ایک گروپ کی جانب سے دہلی رتن (دہلی کا جوہر) ایوارڈ پیش کیا۔ ان پیشہ ور افراد نے ایک انجمن قائم کی تھی اور معاشرے کے لیے ان کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں یہ اعزاز سید بھائیؒ کو پیش کیا تھا۔

حضرت صوفی صاحبؒ سے تعلق ڈربن، جنوبی افریقہ: سید بھائیؒ کو یہاں آنے کے بعد جب بھی موقع ملتا حضرت شاہ غلام محمد صوفیؒ کی درگاہ پر حاضری دیتے۔ اس درگاہ کے سجادہ نشین جو حضرت صوفی صاحبؒ کے پڑپوتے ہیں۔ اکثر سید بھائیؒ کو حضرت سید محمد صوفیؒ کے گھر کھانے کے لیے بھی مدعو کرتے تھے۔ جنوبی افریقہ میں چشتی نظامی سلسلے کی ان بزرگ ہستی سے ہمارا تعلق خواجہ سلیمان تونسویؒ کے

ذریعے ہے: صوفیؒ صاحب کا شجرہ۔ خواجہ سلیمان تونسویؒ، حافظ محمد علی خیرآبادیؒ، حضرت حبیب علی شاہ حیدرآبادیؒ۔ حضرت شاہ غلام محمد صوفیؒ۔

دادا پیر خواجہ حسن نظامیؒ کا شجرہ: خواجہ سلیمان تونسویؒ۔ مولانا شمس الدین سیالویؒ۔ مولانا پیر مہر علی شاہؒ۔ خواجہ حسن نظامیؒ

بوٹسوانا کا سفر، ہلو ہلوے اور امزولوزولو

گیم پارکس اور بیرونی مقامات: سید بھائیؒ کو بیرونی مقامات، گیم پارکس اور عمومی طور پر جنگلی حیات سے بہت محبت تھی۔ ہم نے بوٹسوانا اور جنوبی افریقہ کے گیم پارکس کے چند سفر کیے۔ جب ہم ان پارکس میں داخل ہوتے تو میں سید بھائیؒ کے چہرے پر راحت اور سکون صاف محسوس کرتا۔ ایسا لگتا جیسے ان کے کندھوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔ ان پر بہت سی ذمہ داریاں تھیں اور ان کا معمول بھی بہت مصروف تھا، اس لیے جب وہ اس بیابان میں پہنچتے تو افریقی آسمان کے نیچے سکون اور خاموشی سے لطف اندوز ہوتے۔ 2019ء میں ہم لیڈی سمتھ میں نمبیتی گیم ریزرو بھی گئے اور امزولوزولو اسٹیبلشمنٹ میں قیام کیا۔ نوجوان حسن میاں کے پاس بھی ہمارے اس مختصر قیام کی یادیں ہیں۔

سید بھائیؒ کا بلند کردار اور کام کی رفتار: سید بھائیؒ کے ساتھ میری ملاقاتوں کے ابتدائی زمانے ہی میں انہوں نے اپنے عمل سے مجھے یہ سکھا دیا تھا کہ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ حقیقی احترام اور ادب کیا ہوتا ہے۔ ان کے طرزِ عمل سے میں نے بہت کچھ سیکھا کہ اپنے پیر کے سامنے کس طرح پیش آنا چاہیے۔ اگرچہ ہمارے محبوب خواجہ صاحبؒ نہایت ملنسار اور آسانی سے گھل مل جانے والے تھے لیکن میرے محبوب بھائی سید محمدؒ ان کے سامنے انتہائی عاجزی اور فنافی الشیخ کا جیسے مظاہرہ کرتے تھے۔ یہ ہم سب کے لیے سیکھنے اور عمل کرنے کا نمونہ تھا۔ سید بھائیؒ میں بہت کم وقت میں بھی کام مکمل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ ان کے پاس نہ صرف استقامت تھی بلکہ ان کے وقت میں بھی خاصی برکت تھی۔ ہمارے محبوب خواجہ صاحبؒ اکثر مجھے بتایا کرتے تھے کہ سید بھائیؒ کتنی تیزی سے کام مکمل کر لیتے ہیں وہ بھی صرف ایک کام نہیں بلکہ بیک وقت کئی کام۔ دہلی کے اپنے بہت سے دوروں میں سید بھائیؒ میرے لیے میرا کمرہ، پھلوں، بسکٹوں اور مشروبات سے اس قدر بھر دیتے کہ ایسا لگتا جیسے ایک پورا مہینہ کھایا جائے تو بھی سامان ختم نہ ہو حالانکہ میں دہلی میں ایک ہفتے سے بھی کم عرصے کے لیے ہوتا تھا۔ چند مواقع پر میں دہلی میں بیمار پڑا تو میرے محبوب سید بھائیؒ نے ڈاکٹروں اور دواؤں کا انتظام کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش کی۔ وہ میری صحت اور خیریت کے بارے میں بھی بہت فکرمند رہتے تھے۔ وہ لوگوں کے حقیقی محسن تھے۔

سید بھائیؒ پہلے کھانا نہیں کھاتے تھے: جب بھی ہم سید بھائیؒ کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھتے وہ کبھی خود پہلے کھانا نہیں نکالتے تھے بلکہ ہمیشہ اپنے مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کرتے تاکہ وہ پہلے کھائیں۔ حضرت اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک ان کے مہمان کچھ کھانا نہ نکال لیتے۔ سید بھائیؒ اس وقت ہی کھانے میں شریک ہوتے جب تمام مہمان اور مرید کھانا کھا چکے ہوتے۔ اپنے مہمانوں کے ساتھ یہ ان کی خاص مہمان نوازی تھی۔

شائع شدہ کتب: سید بھائیؒ نے حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ کی درگاہ کے سجادہ نشین کی حیثیت سے اپنے دس سالہ دور میں بہت

سی کتابیں شائع کیں۔ اندازہ ہے کہ اس عرصے میں انہوں نے سینکڑوں کتابیں شائع کیں۔ سید بھائیؒ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنے پیر اور دادا پیر کے کام کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے ہمارے محبوب خواجہ صاحبؒ کے وصال سے بھی پہلے سید بھائیؒ نے بعض پیر بھائیوں کی مدد سے بہت سی کتابوں اور منادی کو دوبارہ شائع کرنا شروع کر دیا تھا۔ سید بھائیؒ کا ایک اہم ترین کام اکتوبر 2025ء میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے عرس کے موقع پر سامنے آیا، جب انہوں نے صوفی ادب کے ایک کلاسیکی حصے کو شائع کیا۔ یہ چشتیہ صوفی سلسلے سے وابستہ لوگوں کے لیے ایک حقیقی خزانہ ہے۔ "فیضانِ فخریہ" دراصل خواجہ فخرالدین فخرِ جہاںؒ کی تعلیمات پر مشتمل کتابوں کا مجموعہ ہے، جسے ایک مجموعے میں یکجا کیا گیا ہے۔

صحبت: ہمارے محبوب پیرؒ اور حضرت محبوب پاکؒ کے ساتھ قربت: میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے محبوب بھائی سید محمدؒ نے تصوف اور خود اصلاحی میں جو بلند مقام حاصل کیا اس کی بنیادی وجہ ہمارے محبوب پیر، خواجہ صاحبؒ کے ساتھ ان کی قریبی وابستگی اور صحبت تھی کیونکہ انہوں نے تقریباً دو دہائیاں اپنے مرشدؒ کے ساتھ گزاریں۔ اس کے علاوہ گزشتہ 30 برسوں کے دوران میرے محبوب سید بھائیؒ نے ہمارے محبوب عظیم صوفی بزرگ حضرت سید محمد نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے قرب و جوار میں بھی خاصا وقت گزارا۔ اسی لیے انہیں حاصل ہونے والے فیوض و برکات نے سید بھائیؒ کو ان بلندیوں تک پہنچایا۔ سید بھائیؒ اپنی گفتگو میں بہت مختصر ہوتے تھے۔ وہ بے ضروری بات کرتے اور نہ ہی کسی کے بغیر بولتے۔ ان کی گفتگو نپی تلی اور حکمت سے بھرپور ہوتی تھی۔ میں چند مواقع پر ان کے ساتھ تھا جب ان سے مشکل سوالات کیے گئے۔ وہ غور سے سوچتے اور تبھی جواب دیتے جب انہیں اپنے جواب کا یقین ہوتا۔

میری آخری گفتگو: اپنی وفات سے دو دن پہلے جمعرات کی شام میری سید بھائیؒ سے تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ وہ بہت فکرمند تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: "فیاض بھائی، دعا کریں کہ اللہ میری مکمل مغفرت فرمائے۔" انہوں نے یہ بھی کہا کہ تمام پیر بھائیوں کے لیے دعا کریں۔ وہ ہمیشہ تمام پیر بھائیوں کی فلاح و بہبود کے بارے میں فکرمند رہتے تھے اور اکثر تمام پیر بھائیوں کے لیے دعا کرنے کو کہتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس سال حج پر جانے کی ان کے دل میں گہری خواہش ہے حالانکہ مجھ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔

میں نے کہا: "اللہ پاک کامیابی عطا فرمائے۔"

کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اگلے دو دنوں میں ہمارے ساتھ کیا حادثہ اور نقصان پیش آنے والا ہے۔ تاہم ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب سید بھائیؒ کے رتبے اور مقام میں بلندی عطا فرمائے اور ان کی مکمل مغفرت فرمائے۔ آمین۔ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب خواجہ محمد شافیؒ (حفظہ اللہ) کو صبر جمیل اور قوت و استقامت عطا فرمائے۔ اور سلسلہ کو روز بروز مزید قوت و استحکام عطا فرمائے اور اسے قیامت تک جاری رکھے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آہ! برادر گرامی خواجہ سید محمد نظامیؒ

محمد آیت اللہ قادری (خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ)

ہفتہ کی شام ایک نہایت المناک حادثۂ فاجعہ کی خبر موصول ہوئی کہ ایک جواں عمر محسن شخصیت، روایات نظامی کے وارث وامین جناب خواجہ سید محمد نظامی صاحب کا حمام میں گیزر پھٹ جانے سے جائے وقوع پر ہی انتقال پر ملال ہوگیا۔

انا للہ وانا إلیہ راجعون اللّٰھم اغفر لہٗ وارحمہٗ وعافہٖ واعف عنہٗ وأکرم نزلہٗ ووسع مدخلہٗ وارفع درجاتہٖ کوذویہ الصبر والسلوان

جناب خواجہ سید محمد نظامیؒ کا تعلق درگاہ سلطان المشائخؒ سے نہایت گہرا اور قدیم تھا۔ درگاہ محبوب الہیؒ کی موروثی خدمت پر مامور تھے، وہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کے پوتے اور خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے بھتیجے، مرید وجانشین تھے۔ ان حضرات کی جو نسبتیں حضرت سلطان المشائخؒ سے رہی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سلسلۂ نظامیہ کے بانسبت اہل علم میں اس خاندان کا شمار ہوتا ہے۔ ہمارے خانوادے سے بھی خواجہ حسن نظامی صاحبؒ کا تعلق نہایت عمیق تھا، وہ ہمارے جد الاجداد حضرت بدر الکاملین مولانا سید شاہ محمد بدر الدین قادری پھلواروی قدس سرہ سے مسترشدانہ تعلق رکھتے تھے۔ سلسلہ طریقت کی اجازت وخلافت بھی حضرت اقدس سے انہوں نے حاصل کی تھی۔ ایک موقع پر دستارِ مجیبیہ کی اجازت ان کو مرحمت فرمائی گئی تھی، خود حضرت کے صاحبزادۂ گرامی حضرت قمر طلعت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ کو خواجہ صاحبؒ کی خواہش پر دستار کے ساتھ دہلی بھیجا گیا انہوں نے وہ دستار اپنے سر سے اُتار کر خواجہ صاحبؒ کے سر پر رکھی تھی۔

ان روابطِ عرفانی اور طریقت کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ خواجہ حسن نظامی صاحبؒ علمی وشرعی مسائل میں بھی حضرت اقدس سے برابر استفادہ فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں خواجہ حسن ثانی نظامی صاحبؒ نے بھی اسی قدیم تعلق کی پاسداری فرمائی بلکہ اس خاندان سے وابستہ تمام افراد خانقاہ مجیبیہ سے علمی وعرفانی تعلق کے ہمیشہ پاسدار رہے۔

جناب خواجہ سید محمد نظامی صاحب کی اسی روایت کے امین تھے انہوں نے بھی ہمیشہ اپنے بزرگوں کے قائم کردہ تعلقات کو زندہ رکھا اور قدیم روابط کو نئی نسل تک منتقل کیا۔ راقم سے بھی اسی نسبت کی بنیاد پر ان کا ایک گہرا تعلق تھا، گاہ بگاہ کچھ استفسارات بھی کرتے رہتے تھے۔ حج وعمرہ یا علاج کی غرض سے جب کبھی دہلی جانا ہوا تو محبت کے ساتھ اپنے یہاں مدعو کرتے اور حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے آستانے پر حاضری میں خود ہمراہ ہوتے۔ خواجہ سید محمد نظامیؒ صاحب اہل ذوق اور صاحب عمل شخصیت تھے۔ عرس کے موقع پر اہل علم کی ایک باوقار علمی نشست منعقد کرنا انہوں نے گویا خانقاہی روایت کا حصہ بنالیا تھا، جو اصلاحی اعتبار سے نہایت عمدہ اور قابل تقلید پہل تھی۔ گزشتہ برس حضرت سلطان المشائخؒ کے عرس کے موقع پر انہوں نے بلا خوف وتردد وقف ترمیمی بل کی تردید میں راقم کے ایک کتابچے کی رونمائی اپنی خانقاہ کے پروگرام میں کرائی۔ ہمارے اعزہ بھی اس مجلس میں شریک ہوئے۔

خلوص ومحبت کا وہی اظہار انہوں نے ان عزیزوں کے

ساتھ بھی فرمایا جو ہمارے ساتھ کرتے آرہے تھے۔

یہ وصف اسی شخص میں پایا جا سکتا ہے جس نے علم سے بڑھ کر اپنے بزرگوں سے ادب سیکھا ہو حقیقت میں آدمی کو رفعت عطا کرنے والی چیز علم سے زیادہ ادب کی نسبت ہوتی ہے صوفیا کے مشرب میں اگر علم روٹی میں نمک کے برابر ہو تو ادب روٹی میں آٹے کے برابر ہونا چاہیے شاہ صاحب مرحوم میں یہ ادبی نسبت بہ نحو احسن موجود تھی اس کے ساتھ ساتھ موصوف کا علمی ذوق بھی نہایت اعلیٰ تھا جیسا کہ عرض کیا گیا کہ وہ عرس کے موقع پر اہل علم کو جمع کر کے صوفیانہ تعلیمات کو عوام تک منتقل کرنے کی مسلسل سعی فرماتے تھے یہ ان کے خاندان کا قدیم معمول تھا ان کے جد امجد خواجہ حسن نظامیؒ صاحب بڑے صاحب علم و فضل تھے مگر شرعی و صوفیانہ مسائل میں اپنے مرشد اعظم حضرت بدر الکاملین مولانا شاہ محمد بدر الدین قادری قدس سرہ کو دعوتِ قلم دیتے تھے ان کی تحریروں کو رسالہ نظام المشائخ میں شائع کرتے تھے حضرت کو شہرت ناپسند تھی اس لیے نام کی صراحت نہیں کرتے تھے مگر ادارتی انداز ایسا ہوتا تھا کہ خاص اہل علم فوراً پہچان لیتے تھے کہ یہ کس بلند پایا شخصیت کی تحریر ہے۔

منادی میں ایک مرتبہ سجدے تعظیمی پر اختلاف پیدا ہوا دونوں جانب کے اہل علم نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت شاہ بدر دین قادری صاحب جو فیصلہ صادر فرمائیں گے وہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا چنانچہ جناب واحدی صاحب نے حضرت کو مکتوب لکھا اور اپ سے استفتاح کا جواب طلب کیا حضرت اقدس نے چند سطور میں اصولی جواب تحریر فرما دیا جس سے مسئلے کے حقیقت واضح ہوگئی اور نزاع ختم ہوگیا ان باتوں کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے خاندان میں علم دوستی ایک نمایاں وصف رہا اور اہل علم سے تعلق کو وہ اشاعت علم کے لیے ضروری سمجھتے تھے خواجہ سید محمد نظام مرحوم بھی اسی خاندان صفت سے متصف تھے ایک مرتبہ راقب نے خواجہ حسن ثانی نظامی کے عہد میں حضرت سلطان المشائخ کی تعلیمات پر ایک مقالہ عرس کے سیمینار میں پیش کیا تھا ان دونوں خواجہ سید محمد نظامی صاحب کا اصرار تھا کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے تاکہ وہ اسے کتابی صورت میں شائع کرا سکیں مگر راقم کی مصروفیات کے باعث یہ کام نہ ہو سکا افسوس کہ وہ خود بھی سفر اخرت پر روانہ ہو گئے جامع اجل ہر ذی روح کو نوش کرنا ہے اس مہکدے سے کوئی پیاسا نہیں لوٹتا زندگی اور موت کے درمیان کا وقت ہی اصل سرمایہ حیات ہے جو شخص اس وقت کو حسن کردار اور پاکیزگی کے ساتھ گزارتا ہے اس کے نقوش تاریخ کے اوراق پر ہمیشہ سبط رہتے ہیں اگرچہ طبعی عمر پوری کر کے دنیا سے رخصت ہونے پر بھی رنج ہوتا ہے مگر ایک جواں عمر خوش اخلاق اور باوقار انسان کی جدائی کا غم کہیں زیادہ گہرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب خواجہ سید محمد نظامی صاحب کی مغفرت فرمائے حضرت سلطان المشائخ کے غلامی میں ان کا حشر ان کے ساتھ ان کا کا حشر فرمائے ان کے نیک اعمال کو شرف قبولیت عطا کرے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمی و عرفانی اشاعت کا چراغ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں روشن کیا تھا اسے خواجہ سید نظام محمد نظامیؒ کے پسماندگان میں بھی باقی اور جاری رکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت محمد نظامیؒ صاحب قبلہ کے وصال پر تعزیتی پیغام

حضرت مولانا محمد نظامیؒ صاحب قبلہ کے افسوسناک وصال کی خبر سے مجھے دلی رنج وغم ہوا۔ آپ درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے روحانی سربراہ (گدی نشین) تھے۔ آپ کے وصال سے بالخصوص عالم اسلام اور سلسلہ چشتیہ صوفیہ کو ایک ناقابل تلافی روحانی نقصان پہنچا ہے۔ اس عظیم سانحے پر میں پسماندگان، عقیدت مندوں اور مرحوم کے تمام مریدین و متعلقین کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت محمد نظامیؒ صاحب قبلہ ایک باوقار عالم دین اور گہری روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اولیائے کرام سے سچی محبت رکھنے والے اور ان کی تعلیمات کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی تعلیمات بی محبت، صبر، انسانیت کی خدمت، بے لوثی اور اخلاص بی ان کی زندگی میں نمایاں طور پر جھلکتی تھیں۔ انہوں نے ان تعلیمات کو محض الفاظ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی عملی زندگی میں انہیں اختیار کیا اور دوسروں کے لیے ایک روشن مثال قائم کی۔

آپ کو سلسلہ چشتیہ سے گہری روحانی وابستگی تھی۔ ذکرِ الٰہی، انسانیت سے محبت اور عاجزی آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے۔ ہر سال عرس کے موقع پر درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز کی مقدس زیارت کو آپ اپنے لیے ایک عظیم سعادت اور برکت سمجھتے تھے۔

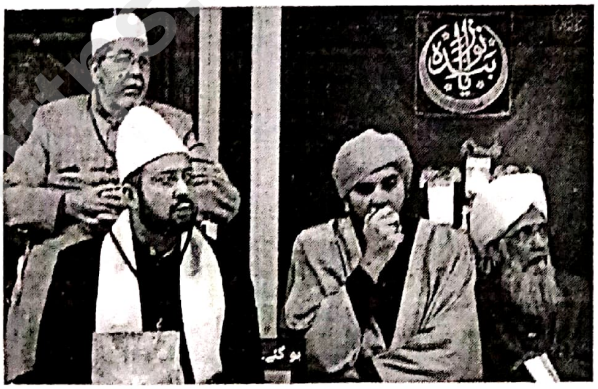
حضرت محمد نظامیؒ صاحب قبلہ کی پوری زندگی دین کی خدمت، محبت کے فروغ اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے وقف رہی۔ ان کا اس دنیا سے رخصت ہونا ایک ایسا خلا پیدا کر گیا ہے جس کی کمی طویل عرصے تک محسوس کی جائے گی۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ان کے اہلِ خانہ، مریدین، شاگردوں اور تمام عقیدت مندوں کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

دعاؤں کے ساتھ،

ڈاکٹر حافظ سید محمد علی الحسینی

سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ، گلبرگہ شریف



خواجہ سید محمد نظامی کو خراج عقیدت

انا للہ وانا الیہ راجعون

سید فرید مہاراج

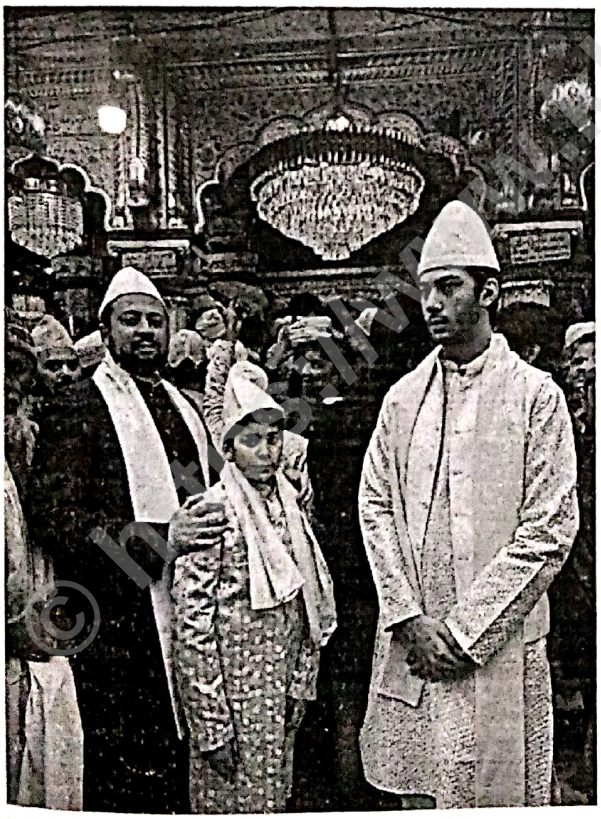
خاک نشین خادم، خواجہ معین الدین چشتی اور

صدر چشتیہ مہاراج فاؤنڈیشن، اجمیر شریف

گہرے رنج وغم اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ، ہم شیخ طریقت اور بزرگ چشتی سلسلہ عالیہ کے مشعل بردار خواجہ سید محمد نظامی کے بے وقت انتقال پر سوگوار ہیں۔ ایک المناک حادثے میں ان کے انتقال سے روحانی منظر نامے اور لاتعداد مریدین اور خیر خواہوں کے دلوں میں ایک ناقابل تلافی خلا پیدا ہوگیا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نامور شجرہ نسب سے تعلق رکھتے ہوئے، آپ نے مقدس وراثت کو اپنے ممتاز آباء و اجداد کے ذریعے آگے بڑھایا، آپ کے دادا حضرت خواجہ حسن نظامیؒ، ایک بے پناہ شہرت کے عالم اور اپنے تایا حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے ذریعے۔ آپ کے ذریعے اسے نہ صرف نسب بلکہ علم، ادب اور تزکیہ کی زندہ ترسیل وراثت میں ملی۔

حضرت خواجہ سید محمد نظامی اپنی عاجزی، روحانی بصیرت اور اللہ کی محبت، خدمت اور یاد کے لیے اٹل لگن کے لیے جانے جاتے تھے۔ آپ کی خانقاہ نسل در نسل متلاشیوں کے لیے سکون اور رہنمائی کا مرکز رہی ہے۔ آپ نے ہمدردی، جامعیت اور عقیدت کے چشتی اخلاق کو وقار اور طاقت کے ساتھ برقرار رکھا۔

اس دکھ کی گھڑی میں، ہم ان کے معزز خاندان، سجادہ نشین گھرانے، اور دنیا بھر میں آپ کے تمام مریدین اور عقیدت مندوں کے تئیں اپنی گہری تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور صبر و استقامت کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی لامحدود رحمتوں میں ڈھانپے، آپ کی قبر کو منور فرمائے، آپ کے درجات کو جنت الفردوس میں بلند فرمائے اور آپ کو اولیاء میں صالحین سے جوڑ دے۔ آمین



© Khwajahasannizami.life

تعزیت نامہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نہایت افسوس، صدمے اور گہرے رنج و ملال کے ساتھ یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ بتاریخ 2026/02/07 خانوادۂ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے چشم و چراغ، سراپا شرافت و وقار، پیکرِ شفقت و مروّت، حضرت خواجہ سید محمد نظامی (سجادہ نشیں آستانہ حضرت نظام الدین اولیاء، دہلی) تقدیرِ الٰہی کے تحت اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرما گئے۔

حضرتِ مرحوم کی ذاتِ گرامی علم و عمل، اخلاص و درویشی اور صوفیانہ اقدار کا حسین امتزاج تھی۔ ان کا وصال نہ صرف سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ بلکہ تمام عقیدت مندوں اور محبانِ اہلِ تصوف کے لیے ایک ایسا ناقابلِ تلافی خلا ہے جو مدتوں پُر نہ ہو سکے گا۔

حضرتِ مرحوم کے بزرگوں کا آستانۂ عالیہ حضرت مخدوم سید شاہ ابن بدر چشتؒ (امروہہ) کے ساتھ عقیدت و محبت کا ایک طویل اور درخشاں سلسلہ رہا ہے۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ حسن نظامیؒ، تایا جناب حسن ثانی صاحب اور والدِ گرامی جناب خواجہ مہدی نظامی صاحب، اس خانوادے سے بے پناہ محبت و انسیت رکھتے تھے اور ہمیشہ عرسِ بدر چشتؒ میں شرکت فرما کر اس تعلق کو جلا بخشتے رہے۔ ان اکابرین کے علمی و صوفیانہ مضامین خانقاہ بدر چشتؒ کے ترجمان "درِ مقصود" (مطبوعہ بموقع سالانہ عرس) کی زینت بنتے رہے ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد نظامی صاحب بذاتِ خود بھی اس قدیمی عرس اور آستانہ حضرت مخدوم سید شاہ ابن بدر چشتؒ پر حاضری کے شدید متمنی رہتے تھے، مگر تقدیر کے کچھ ایسے فیصلے اور مصروفیات رہیں کہ وہ جسمانی طور پر حاضر نہ ہو سکے، البتہ ان کی قلبی وابستگی ہمیشہ قائم رہی۔

ہم اس پُر ملال ساعت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اس اندوہناک موقع پر سجادہ نشین مخدوم زادہ شاہ سید مسعود عالم رضوی الکروانی (خانقاہ بدر چشتؒ، امروہہ) اور اراکین انجمن ساداتِ رضویہ رجسٹرڈ، امروہہ غمزدہ خاندانِ مرحوم کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

بارگاہِ ربِ ذوالجلال میں دست بدعا ہیں کہ وہ حضرتِ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، انہیں اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ساداتِ کرام کے صدقے میں جنت الفردوس میں بلند ترین مرتبہ نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

غمگسار: اویس رضوی امروہوی و
سید داؤد رضوی (ایڈوکیٹ)
و جملہ اراکین انجمن ساداتِ رضویہ (رجسٹرڈ) امروہہ
(آستانۂ عالیہ روضۂ پُر نور شہنشاہِ ولایت امروہہ حضرت مخدوم سید شاہ ابن بدر چشتؒ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ سید محمد نظامیؒ

کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

پروفیسر اختر الواسع

7 فروری 2026 کو سہ پہر میں ایک ایسی خبر ملی جس کی امید نہیں کی جا سکتی تھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے پوتے اور حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے بھتیجے اور جانشین سید محمد نظامی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تقریباً 10 سال سے خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کے ذریعے ان کے اعلان شدہ جانشین سید محمد نظامی نے نہ صرف اپنے گھر کو سنبھالا حضرت نظام الدین اولیاء سے اپنے گھر اور مریدوں کی وابستگی کو جس طرح تن تنہا بلندیوں تک پہنچایا خواجہ حال کے تقریبات جو ان کے پیر اور ہم سب کے مرشد خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کی یادگار تھی ان کو نہ صرف باقی رکھا بلکہ ان کی رونق عظمت اور وقار میں اضافہ کیا۔

مجھے اس بات کا ہمیشہ خوشگوار احساس اور تمانیت رہے گی کہ سید محمد نظامی صاحبؒ نے گزشتہ 10 سال میں اکثر موقعوں پر خاص طور سے پچھلے پانچ سال میں مجھے حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ حضرت امیر خسروؒ اور حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے عرسوں کے موقع پر خواجہ حال میں منعقد ہونے والی محفل مذاکرہ کی صدارت کی سعادت ہمیشہ مجھے عطا کی ان مواقع پر صرف نثر میں ہی نہیں بلکہ نظم میں بھی خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ ساتھ ہی سید محمد نظامی صاحبؒ کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے ان مواقع کا استعمال اپنے سلسلے کی نمائندہ کتابوں کی نئی اشاعتوں کی رسم اجرا کے لیے بھی برابر کیا۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے انتقال کے بعد یہ سید محمد نظامی ہی تھے جنہوں نے جناب فاروق ارگلی صاحب کے تعاون سے خواجہ صاحبؒ کے مختلف جہات پر دو جلدوں پر مشتمل بڑے سائز کی ضخیم کتاب چھپوائی یہ کتاب رنگین بھی تھی اور تصویروں سے مزین بھی اس کتاب کے رسم اجرا کے واسطے انہوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ حامد انصاری صاحب جو اس وقت نائب صدر جمہوریہ تھے اس کی رسم اجرا کریں اور مجھے خوشی ہے کہ حامد انصاری صاحب اس پر فوراً راضی ہو گئے اور خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے ملک بھر سے آئے ہوئے مختلف مریدوں اور معززین شہر کی موجودگی میں اپنی کوٹھی پر حامد انصاری صاحب نے اس کی رسم اجراء کی اور خواجہ صاحب کو خوبصورت لفظوں میں خراج عقیدت بھی پیش کیا۔ یہی نہیں سید محمد نظامی صاحب نے ایک بار پھر جناب فاروق ارگلی کے تعاون سے اپنے دادا خواجہ حسن نظامیؒ کے مختلف تحریروں کا ایک مجموعہ جس میں گاؤکشی کی ممانعت کی حمایت میں بہت طویل مضمون بھی شامل تھا شائع کرائی اور یہ دونوں کتابیں ہاتھوں ہاتھ لی گئیں

اوران کی کاپیاں دیکھتے ہی دیکھتے خرید لی گئیں۔

سید محمد نظامی صاحبؒ نے اپنے بزرگوں کی طرح حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مشرب اور مسلک کو نئی پہنائیاں عطا کی انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح ہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مسلک ومشرب کو انتہائی سنجیدگی اور بردباری کے ساتھ آگے بڑھایا۔انہیں نئے انداز سے روشناس کرایا۔

سید محمد نظامی صاحبؒ جنہیں ان کے تایا نے خاص تربیت دی سفر اور حضر میں نہ صرف اپنے ساتھ رکھا بلکہ اپنے والد حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور اپنے مریدوں کے بیچ میں سندِ خلافت بخشی اور اپنا جانشین وخلیفہ بھی نامزد کیا۔گزشتہ 10 سال میں سید صاحب نے ان سب کو ایک رشتۂ اخلاص ومحبت میں باندھ کے رکھا انہیں نظامی سلسلے چشت کا ہار بنا دیا۔وہ فیض عام جو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی درگاہ سے جاری تھا اس کو سید صاحبؒ نے اپنے تعلق خاطر اور حسن کمال سے اور زیادہ اہمیت دی اور وسعت بخشی۔

سید صاحبؒ سے ہمیں بہت ساری امیدیں تھیں اور بجا طور پر تھیں اور ان کی عمر بھی ابھی کوئی ایسی خاص نہ تھی بلکہ 1977 کے نومبر مہینے میں ان کی پیدائش کے اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ تقریباً ان 49 سال ہی کے تھے۔یہ بھی سوئے اتفاق ہے کہ جب ان کے والد سید مہدی نظامیؒ کا انتقال ہوا تو سید محمد نظامیؒ 18 سال کے تھے اور اب جب وہ دنیا سے گئے تو ان کے بڑے بیٹے اور جانشین سید محمد شافی نظامی بھی 18 سال کی ہی ہوئے۔سید محمد نظامیؒ صبر وشکر کے پیکر تھے ہر طرح رضا ہے الٰہی میں راضی تھے اس کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا جب ان کی بیٹی جو میڈیکل کی تیاری کر رہی تھی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اپنے والد کی موجودگی میں اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔ خدائے بزرگ وبرتر ان کی جوان العمر بیوہ کو صبر کا پیکر بنائے سید محمد نظامیؒ کی والدہ باحیات ہیں اور یہ بھی قابل قدر ہے کہ سید صاحبؒ کی پیدائش سے پہلے ہی ان کی دادی ماںؒ نے ان کی ماں کے بطن سے بیٹے کی جنم لینے کی منادی کردی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ بچے کا نام پیدائش کے بعد سید محمد نظامی رکھنا اور ایسا ہی ہوا اللہ تعالی سید محمد نظامی صاحبؒ کے تمام اہل خانہ قرابتداروں سلسلے نظامیہ کے ان کے مریدوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ہماری رب العالمین سے یہی دعا ہے کہ اپنے حبیبؐ کے صدقے میں اوچشتیہ نظامیہ سلسلے کے بزرگوں کے صدقہ میں سید محمد نظامی صاحبؒ کی قبر کو نور سے بھر دے ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگا دے۔وہ آج جس طرح خواجہ ہال میں اپنے دادا تایا اور دادی کے جوار میں آرام فرمائیں اللہ تعالی ان کو قیامت تک اسی طرح اپنے فضل وکرم سے شاد وآباد رکھے اور ان کے جانشین سید محمد شافی نظامی کو ان کے ادھورے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب خواجہ سید محمد مرحوم

سجادہ نشین درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

ازقلم: پروفیسر شریف حسین قاسمی

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

آہ! خواجہ سید محمد سجادہ نشین درگاہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء 7 فروری 20026 کو گھر ہی میں ایک حادثے میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی تو آپ جوان تھے آپ کی وفات نے نہ صرف اپ کی وابسگان کو بلکہ جس نے سنا اس کو غم ناک کر دیا۔ خدا آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور وابستگان کو صبر دے۔ مرحوم کے اہل خانہ کا جن میں آپ کی والدہ، بیگم، اور چھوٹے بچے شامل ہیں۔ جس چشتی سلسلے سے تعلق ہے اس کی پاسداری وسرپرستی آپ کے حصے میں آئے۔ خواجہ سید محمد مرحوم تصوف کی جس روایت سے وابستہ تھے ہندوستان اور خاص طور پر دہلی میں اس کی شاندار تاریخ ہے۔ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ اور پھر محبوب الٰہیؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ چشتی سلسلے کے بانیوں اور اس کے عروج پر پہنچانے والوں میں سرفہرست تھے شروع سے انیسویں صدی تک دہلی میں جتنے سلسلے کے کم ازکم ایک 181 بزرگ مختلف مقامات پر سپرد خاک ہیں (دیکھیے دہلی کے چشتی مشائخ احوال اثار اور تعلیمات پروفیسر شریف حسین قاسمی) اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کوئی محلہ گلی کوچہ اور بازار ایسا نہ تھا جہاں چشتی بزرگ رشد و ہدایت کے شمع روشن کیے ہوئے نہ ہوں غالبا یہ مبالغہ نہیں کہ ہندوستان کا دوسرا شہر ایسا نہیں جہاں اتنی کثرت سے چشتی بزرگ دفن ہو جتنے دہلی میں ہیں ان عالی مرتبت بزرگوں کے اعلی دیگر متبر علماء نے دہلی کو علم و معرفت کے میدان میں بغداد ھند اور خرد مکہ بنا دیا تھا۔ دہلی کو اپنے پائے تخت ہونے کی بڑی قیمت چکانی پڑی ہے اس پر کئی بار خود اپنوں اور خارجی طاقتوں نے حملے کیے اسے بڑے پیمانے پر لوٹا اور برباد کیا لیکن خدا رسیدہ انہی بزرگوں کی توجہ اور دعاؤں سے شہر ہر بار پہلے سے زیادہ قوت اور رونق کے ساتھ آباد ہوا۔

مرحوم خواجہ سید محمد کے دادا محترم شمس العلماء جناب خواجہ حسن نظامی کم ازکم دہلی میں اپنے دور کے چشتی سلسلے کے سب سے بڑے معروف عظیم بزرگ تھے۔ آپ نے تقسیم ہند کے بعد نامساعد حالات میں اپنے سلسلے کی ساکھ برقرار رکھی۔ ہندوستان کے کونے کونے میں آپ کے مرید موجود ہیں جو سلسلے کو ترقی دینے میں آپ کے انتھک کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ ایک صاحب طرز انشاء پرواز بھی ہیں تصوف اور چشتی سلسلے کی تاریخ کے علاوہ گوناگوں سماجی موضوعات پر آپ کی تحریریں آج بھی توجہ اور دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے۔ مغل شاہی خاندان کی بربادی پر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ شاہی خاندان کے زوال کی دلدوز داستان ہے اور سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب خواجہ حسن نظامی بنیادی طور پر ایک علمی شخصیت کے مالک تھے خواجہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے احوال و آثار ان کی توجہ کے خاص مرکز تھے۔ آپ نے کئی رسالے جاری کیے جن میں منادی کو خاص اہمیت حاصل ہے یہ رسالہ آج بھی شائع ہوتا ہے اس کی اشاعت سے مرحوم خواجہ سید محمد کو خاصی دلچسپی تھی۔ یہ رسالہ تصوف سے وابستہ صاحبان ذوق کے لیے سدا بہار گلدستہ کی حیثیت رکھتا ہے اور سچ بات یہ ہے کہ ہندوستان میں چشتی مکتب تصوف کی تاریخ مرتب کرنے میں ایک معتبر ماخذ بھی ہے اس مجلے کی خصوصی اشاعتیں جو ہمارے بعض معروف بزرگوں کے احوال وافکار

اور تعلیمات پر مشتمل ہے خاص اہمیت رکھتی ہے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی نے اپنے ایک صاحبزادے جناب خواجہ حسن ثانی نظامی کی خاص تربیت کی تھی جو آپ کے جانشین ثابت ہوئے۔ اور خواجہ حسن ثانی نظامی مرحوم نے بھی حسن ثانی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اپنے والد کی طرح چشتی سلسلے کو مضبوط بنیادوں پر مزید استوار کرنے کے لیے رات دن مصروف عمل رہے۔ مزید برآں دہلی کی سماجی تاریخ کے بعض ایسے گوشوں سے آپ واقف تھے جو عام طور پر حتی دہلی والوں کی نظروں سے بھی اوجھل رہے تھے۔ تصوف اور سماجی نوعیت کے پہلوؤں پر آپ کی تحریریں علمی حلقوں میں توجہ سے پڑھی جاتی رہی ہے اسی وجہ سے آپ کو بجا طور پر فخر دہلی کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مرحوم خواجہ سید محمد اپنے انہی تایا محترم خواجہ حسن ثانی نظامی کے خلیفہ مجاز اور جانشین ہیں۔ راقم اس حقیقت کا عینی شاہد ہے کہ مرحوم خواجہ سید محمد اپنے قول اور فعل کے اعتبار سے اپنے مرشد کے سچے جانشین تھے۔

حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی صاحب نے اپنے بھتیجے اور خلیفہ کی نہایت توجہ اور محبت سے تربیت کی تھی مرحوم خواجہ سید محمد سے مل کر اور ان سے گفتگو کرنے کے بعد بخوبی اندازہ ہو جاتا تھا کہ انہوں نے اپنے مرشد سے تربیت کو جذب کر لیا ہے۔ وہ تو بعض لحاظ سے اپنے تایا اور مرشد کی سچی تصویر تھے اور حتی المقدور کوشش کرتے تھے کہ ہر میدان میں اپنے مرشد کے نقش قدم پر چلیں۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ خواجہ سید محمد مرحوم حتی شکل وصورت میں بھی اپنی مرشد سے بہت ملتے جلتے تھے۔

راقم نے خود خواجہ سید محمد مرحوم کے والد کو دیکھا تھا آپ کا اسم گرامی خواجہ سید مہدی نظامی تھا کہ خواجہ حسن ثانی نظامی سے عمر میں پانچ برس چھوٹے اور اپنے بڑے بھائی کے دست راست تھے۔ آپ خانقاہِ نظامی کے انتظام اور اس سے وابستہ بڑی تعداد میں ہندوستان میں پھیلے ہوئے حضرات کی مدد و رہنمائی اور میزبانی میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ خواجہ سید محمد مرحوم کی خانقاہ میں علمی و ادبی سرگرمیوں میں دلچسپی ہر صاحب ذوق کے لیے باعث مسرت تھی۔ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور طوطی ہند امیر خسرو دہلوی کے عرسوں پر پہلے ہی کی طرح علمی ادبی نوعیت کے سیمینار منعقد کرنا چشتی سلسلے کی بزرگوں کے بارے میں علمی تحقیقی کتابیں شائع کرنا خواجہ سید محمد مرحوم کے قابل ذکر کارناموں میں شامل ہے۔ خواجہ حسن نظامی اور پھر خواجہ حسن ثانی نظامی کے عرفانی اور علمی کارناموں سے متعلق بھی خواجہ سعید محمد مرحوم نے دو مجموعے نہایت اہتمام سے شائع کیے جو ہر لحاظ سے اتنے مکمل ہیں کہ ان کے بعد اب ان دو بزرگوں کے احوال وکوائف سے متعلق کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ خواجہ سید محمد مرحوم کے سیمیناروں میں گفتگو سے پتہ چلتا تھا کہ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات فوائد الفواد اور ہندوستان میں دور اول کی چشتی بزرگوں کی تاریخ سیر الاولیاء ان کے روزانہ مطالعے میں شامل تھی مرحوم ان دونوں کتابوں سے بارہا اقتباسات دہراتے تھے جو آپ کی علمی شغف کا آئینہ دار تھا۔

خواجہ سید مرحوم کی نسبتاً کم عمری میں وفات ایک دردناک اور ناقابل فراموش سانحہ ہے خواجہ سید محمد کو خواجہ ہال میں ان کے دادا اور تایا کی قبور کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ خدا ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آئیے ہم سب جنت میں ان کے بلند رتبے کے لیے دعا کریں اللہ اور علامہ اقبال کا یہ بلند مرتبے کے دعا کریں۔

اور علامہ اقبال کا یہ شعر بھی دہرائیں۔

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے

☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ سید محمد نظامی

ماہ شب چہاردہم اوف

درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور خواجہ ہال

ڈاکٹر سید ظہیر حسین جعفریؒ

پروفیسر (ریٹائرڈ)، شعبہ تاریخ، دہلی یونیورسٹی

میں دہلی یونیورسٹی سے تاریخ کے پروفیسر کی حیثیت سے 2022 میں سبکدوش ہونے کے بعد، خانقاہ کریمیہ، سیلون، ضلع رائے بریلی، یوپی میں اپنے آبائی مقام پر منتقل ہوگیا۔لیکن، کچھ شدید طبی ایمرجنسی کی وجہ سے، مجھے مختلف طبی اور جراحی کے لیے دہلی واپس جانا پڑا۔ اپنی شدید کمزوری سے صحت یاب ہوتے ہوئے مجھے میرے بیٹے نے خواجہ سید محمد نظامی صاحب کی ناگہانی اور بدقسمتی سے وفات کی اطلاع دی۔ صدمے کی حالت میں میں نے فوراً درگاہ شریف کے بزرگ پیرزادہ سید محمد یحییٰ نظامی صاحب کو فون کیا جنہوں نے بدقسمتی سے اس خبر کی تصدیق کی۔ اگلے دن، میں اپنے بیٹے کے ساتھ درگاہ پہنچا، اور خواجہ ہال کے اداس ماحول میں پہنچا، جو تقریباً ان کے مریدوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، تمام لوگ صدمے اور غم کی حالت میں تھے۔تدفین کا صحیح وقت معلوم نہیں تھا، البتہ درگاہ شریف کے صحن میں نماز جنازہ میں شریک ہوا اور اس کے بعد اپنے بیٹے کے ہمراہ خواجہ ہال پہنچا، جہاں آپ کو بعد نماز عشاء سپرد خاک کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو سکون عطا فرمائے اور جو وراثت انہوں نے چھوڑی ہے وہ ان کے بیٹوں کی قیادت میں آگے بڑھتی رہے۔

میں 1978 سے درگاہ اور خواجہ ہال میں باقاعدگی سے حاضر ہوا ہوں، حضرت محبوب الٰہیؒ، حضرت امیر خسروؒ اور شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ کے سالانہ عرس میں تقریباً باقاعدگی سے شرکت کرتا تھا۔خواجہ حسن ثانی نظامی صاحب مرحوم نے ہمیشہ مجھے سیمینار میں شرکت کی دعوت دی اور انہوں نے ہمیشہ میرے مقالے کی تعریف کرتے کیونکہ یہ مواد میں تاریخی ماخذ سے اخذ کرتا اور ہر دفعہ نئی بات پیش کرتا تھا، بدقسمتی سے بہت سے لوگوں کو اس کا علم نہیں تھا۔درحقیقت مجھے آج بھی یاد ہے جب میں نے بارہ داری نظام کے بارے میں بات کی تھی جو درگاہ شریف کے معاملات سے متعلق تھا۔شاہ عبدالرحمٰن چشتی (17ویں صدی کے اوائل) نے اسے مرۃ الاسرار میں درج کیا تھا۔خواجہ صاحب اس حوالہ سے تقریباً خوش ہوئے، اور انہوں نے کتاب کی ایک کاپی مانگی، اور بعد ازاں اسے دوبارہ چھاپ دیا، جو کہ ہندوستان میں پہلی مرتبہ چھپی تھی۔چونکہ خواجہ حسن ثانی صاحب کی طبیعت ناساز تھی، اس لیے آپ کے آخری ایام میں سیمینار اور دیگر تقریبات کا انتظام سید محمد نظامی صاحب کرتے تھے، وہ تمام مقالہ نگاروں سے میل جول رکھتے تھے، اور مذکورہ بالا تقریبات کو اتنی اچھی طرح سے

© https://www.khwajahasannizami.life

منظم کرتے تھے کہ ہم ہمیشہ انہیں خواجہ ہال کا علمی چہرہ سمجھتے تھے۔ 2015 میں خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کی رحلت کے بعد سید محمد نظامی صاحب اسی جذبے کے ساتھ خواجہ ہال کی تقریبات اور سیمینار کا انعقاد کرتے رہے اور باقاعدہ شرکاء کو مدعو کرتے رہے جو پہلے زمانے سے اس میں شرکت کر رہے تھے۔ آپ نے عمارتوں اور خواجہ ہال کے احاطے کی تزئین و آرائش کی، اور بڑے اچھے انداز سے مہمانوں کو اپنا دوست بنایا۔ آپ نے خواجہ ہال کے اشاعتی پروگرام کو بھی کافی معنی خیز انداز میں اٹھایا اور اپنے دادا خواجہ حسن نظامی صاحب کی متعدد تخلیقات کو نئے تعارف کے ساتھ دوبارہ شائع کیا اور اشاعت کے معیار کو بڑھایا۔

آپ نے خواجہ ہال کے عقیدت مندوں کے ساتھ رابطے بھی بڑے اچھے طریقے سے بنائے رکھے، مجھے یاد ہے کہ وہ دہلی یونیورسٹی نارتھ کیمپس میں واقع میری سرکاری رہائش گاہ پر جو درگاہ شریف سے کافی دور تھی، صرف ملاقاتوں کے لیے تشریف لاتے تھے، اور کافی وقت اپنے مستقبل کے منصوبوں خصوصاً خواجہ ہال کے ممکنہ اشاعتی کاموں کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ خواجہ حسن ثانی صاحب خانقاہ کے سالانہ عرس میں شرکت کے لیے دوبار ہماری خانقاہ سیلون رائے بریلی تشریف لائے اور آپ نے اپنے جریدے منادی میں ایک بہت ہی معتبر مضامین لکھے اور خانقاہ کے حوالے سے اودھی صوفی روایات کا تذکرہ کیا، خاص طور پر اودھی بولی میں ان اسلوب کا ذکر کیا۔ آپ نے مجھے اور میرے بھائی کو بتایا کہ ان کے والد گرامی کو خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف، اور خانقاہ کے بانی مجیبیہ چشتی سلسلہ کا فیض حاصل ہوا ہے۔

شاہ مجیب اللہ قادریؒ خود چشتی سلسلے میں شاہ معیز الدین احمد، کرجہ سے بیعت تھے، جو بعد میں ہمارے جد امجد حضرت پیر محمد سلونی (متوفی 1687) کے خلیفہ بنے تھے۔ اس طرح وہ ہمیں وہی احترام دیتے تھے، جو پیرزادوں کی وجہ سے تھا، اور ہمیشہ خواجہ ہال کے سیمیناروں میں اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ خواجہ سید محمد نظامی صاحب خود ہماری خانقاہ آنے اور عرس میں شرکت کے بہت خواہش تھی، تاہم مختلف وجوہات کی بناء پر یہ بات ممکن نہ ہو سکی۔ مجھے ان کی شخصیت سے متاثر ہونے کی ذاتی وجہ تھی، ان کی عاجزی اور شائستہ طبیعت کی وجہ سے، کیونکہ وہ اکثر دہلی کی مختلف عدالتوں میں جایا کرتے تھے، جہاں میرا ایک بیٹا نصیر حسین جعفری وکالت کرتا ہے اور وہاں وہ ان سے پورے آداب کے ساتھ ملاقات کرتے تھے جیسا کہ ایک پیرزادہ کا ادب کرنا چاہیے۔ میں انہیں اپنی کتابیں پیش کرتا تھا اور وہ ان کو پورے احترام کے ساتھ قبول کرتے تھے۔ آپ نے اپنے مریدوں کے درمیان بھی وہی عزت اور وقار پیدا کیا۔ لوگوں کو آپ کی قیادت سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں کہ آپ کی قیادت میں جماعت نظامیہ پھر سے جوان ہو جائے گی جسے آپ نے بخوبی پورا کیا۔ آپ کی قیادت کے تقریباً ایک عشرے کے مختصر عرصے میں ہم نے اس باقاعدگی

اور وقت کی پابندی کا مشاہدہ کیا جس کے ساتھ خواجہ ہال کی تقریبات منعقد کی جاتی تھیں۔ اگرچہ، دہلی کی یونیورسٹیوں کے بہت سے سینئر اسکالرز جو ان پروگراموں میں باقاعدہ شریک تھے، ریٹائر ہو چکے ہیں، اور بدقسمتی سے ان کا انتقال ہو گیا، آپ نے ان یونیورسٹیوں سے نئے چہروں اور ماہرین کو شامل کرنے کی کوشش کی۔

آپ کی بے وقت اور بدقسمتی سے موت نہ صرف جماعت نظامیہ اور خواجہ ہال کے لیے بلکہ خود چشتی نظامی روایت کے لیے بھی ایک بڑا صدمہ ہے۔ آپ بہت جوشیلے اور وسیع النظر خیالات کے مالک تھے، اور مذکورہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی قابلیت رکھتے تھے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ان کے جنازے میں ملک کے کونے کونے سے آنے والے لوگوں کی بھیڑ تھی۔ وہ ایک کرشماتی شخصیت تھے، اور کوئی بھی ان کی دعوت کو رد نہیں کر سکتا تھا، اور درگاہ کی مختلف تقریبات میں شرکت کرتے تھے۔ آپ نے صوفی روایات کو آگے بڑھایا، جو آپ کے تایا اور دادا کی پہچان تھی، بدقسمتی سے صبح کے ستارے کی طرح وہ بہت مختصر مدت کے لیے نمودار ہوئے، اور غیر وقتی انداز میں اسے گرہن لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹوں اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سید محمد نظامی صاحب مرحوم کے چھوڑے ہوئے ورثے کو آگے بڑھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہندوستان کی مختلف جماعت نظامیہ کے ساتھ میری تعزیت، اور اس سے آگے، میں امید اور دعا کرتا ہوں کہ وہ سید محمد شافی میاں نظامی اور ان کے چھوٹے بھائی سے رہنمائی اور طاقت حاصل کرتے رہیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ شافی میاں نظامی کی کوششوں سے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی روحانی میراث مزید پروان چڑھے گی۔ امین بطفیل سید المرسلین خاتم النبیین و اہل بیت اطہار۔





نو بہار چشتی نظامی چمن حضرت خواجہ سید محمد نظامی دہلویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوالکل یامعین

از : ملادرویش نظامی

نو بہار چشتی نظامی چمن نبیرہ گنج شکرؒ محبوب الہیؒ کے نور نظر فخر دلیؒ کے لعل و گہر حضرت مہدیؒ کے لخت جگر حضرت خواجہ سید محمد نظامی دہلوی سجادہ نشین بارگاہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاومحبوب الہیؒ

۷/ فروری ۲۰۲۶ کی شام ایک ایسے آفتاب کے غروب ہونے کی خبر ملی جو صبح قیامت تک طلوع نہ ہوگا۔ آپ کے وصال کی خبر شدید رنج وغم کا باعث ہے آپ کے وصال سے تمام عالم اسلام کے لئے بالخصوص چشتی خانقاہوں کے لئے ایک عظیم نا قابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد نظامی دہلوی ایک باوقار روحانی و نورانی انتہائی خوش مزاج با اخلاق انسانیت شناس اور اپنے اعلیٰ کردار کا عملی نمونہ تھے۔ انہوں نے اپنے ولایت کے نور سے تمام پیر بھائیوں اور ان کے چاہنے والوں اور عقیدت مندوں کے ذہنوں و دلوں کو منور کر رکھا تھا۔ جو بھی ان سے ملاقات کرتا ان کا شیدا ہو جاتا آپ کے تایا اور پیر و مرشد فخر دہلی حضرت خواجہ سید حسن ثانی نظامی دہلویؒ نے آپ کی ولادت مبارک کی خبر اپنے رسالہ ماہنامہ منادی میں شائع کی، فرماتے ہیں کہ" 1978-11-22 کو میرے چھوٹے بھائی خواجہ سید مہدی نظامی کو اللہ تعالی نے ایک فرزند عطا فرمایا ہے ان کی اہلیہ سیدہ گل رعنا نے بچے کی ولادت سے قبل خواب میں حضور سرور کائنات محمد مصطفے صلی اللہ وعلیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ اس مبارک خواب کی وجہ سے نیز اس مناسبت سے کہ ہمارے آقا سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کا اسم گرامی بھی سید محمد تھا اور ہمارے جد اعلیٰ حضرت خواجہ سید محمد امام نظامیؒ تھے نومولود بچے کا نام بھی سید محمد رکھا گیا۔" حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کسی خوش نصیب کو خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زیبا نظر آئے تو وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس ہی ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے ہی دیکھا ہے کیوں کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ کی خوش بختی اور سعادت مندی کا معیار تو دیکھے جب آپ مادر شکم میں تھے تو آپ کی والدہ محترمہ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی تھی۔ آپ کے دادا مشہور و معروف ادیب شمس العلماء مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ جو کہ اردو کے بہت بڑے انشا پرداز، قرآن شریف کے مترجم اور مفسر، پانچ سو زائد کتابوں کے مصنف، سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کی عظیم بارگاہ کے سجادہ نشین تھے اور آپ کے تایا اور پیر و مرشد نیز فخر دہلی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ مجرد

کامل موجودہ صدی کے عظیم صوفی روحانی بزرگ تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سید مہدی نظامیؒ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کے پانچویں فرزند وخلیفہ تھے۔حضرت خواجہ سید محمد نظامی دہلویؒ کی پرورش بھی ان کے بزرگوں کی طرح معطر فضا یعنی حضرت محبوب الہیؒ اور حضرت امیر خسروؒ کی دیوار کے سائے میں، ہوئی۔گھر میں ہر طرف ادبی مذہبی و روحانی ماحول تھا۔حضرت خواجہ سید محمد نظامی کو بھی ان کی دادی حضرت خواجہ سیدہ محمودہ بانو نظامیؒ کی مقدس گود نصیب ہوئی۔حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ کا خاندان دنیا کی تہذیب وتمدن ثقافت و روایات کا علمبردار تھا۔آپ کے تایا اور پیر ومرشد فخر دہلی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تھا۔حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ کو علم وادب وراثت میں ملی تھی۔

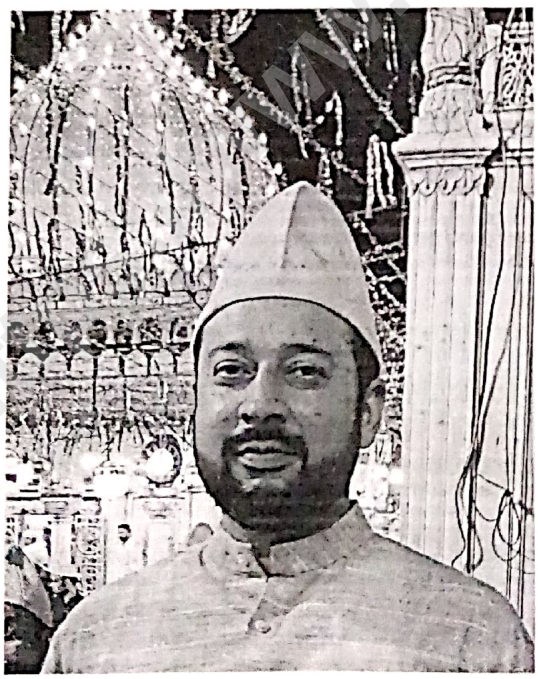
حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کے گھر کی خصوصیت یہ تھی آپ کے گھر کی شاندار اور بے مثال مہمان نوازی جو بھی مہمان ان کے گھر آتا خندہ پیشانی اور خوش دلی سے اُس کا استقبال کرتے۔اور اس کے آرام و آسائش کا اہتمام کرتے مہمانوں کی ضیافت میں عمدہ کھانے کا اہتمام کرتے۔ان کی مہمان نوازی میں ظاہری رسمیں نہ نہیں ہوتی بلکہ دل سے مہمان نوازی کا جذبہ شامل ہوتا ہے۔عرس شریف کے ایام ہوں یا عام دن جب تک مہمان کھانا نہیں کھاتے آپ اُس وقت تک کھانا نہیں کھاتے۔کبھی مہمان اُن کے ہاں سے بغیر کھائے پیئے نہیں جاتا تھا۔حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ نے بھی اپنے بزرگوں کی تہذیب وروایات اوران کی تعلیمات اوران کے طرز عمل کو بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ اپنایا تھا۔آپ کے اعلیٰ اخلاق اور مہمان نوازی کا ایک واقعہ جو سبق آموز بھی ہے اور متاثر کن بھی ہے ملاحظہ فرمائیں" یہ 2020 کا واقعہ ہے آپ کی بڑی صاجزادی سیدہ فاطمہ زہرا نظامی کا ایک حادثہ میں وصال ہوگیا۔اس سانحہ سے حضرت پر رنج الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ تمام افراد خاندان وتمام لواحقین اس صدمے سے غمگین ہوگئے تھے دور دراز سے بہت سارے مہمان مریدین اور عقیدت مندان حضرت کی صاجزادی کے تدفین میں پہنچے تھے۔گھر میں جوان بیٹی کی میت رکھی ہوئی ہے۔اپنی لخت جگر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہورہی ہے۔اس غم ناک وقت میں آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ مہمانوں کو کھانا کھلائیں اور مہمانوں سے گزارش کی کہ دسترخوان لگا ہوا ہے آپ پہلے کھانا کھالیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ کو اس قدر صبر وتحمل عطا فرمایا تھا کہ ایسے غم کے ماحول سے بھی اپنے لواحقین کو صبر کی تلقین فرمارہے ہیں۔اسی طرح ان کے دادا شمس العلماء مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کی حیات میں بھی ایک واقعہ پیش آیا تھا۔جس زمانے حضرت خواجہ حسن نظامی دیلوی کی پہلی شریک حیات حضرت سیدہ جیب بانو نظامی شدید بیمار تھیں اور بستر مرگ پر تھیں اس زمانے میں حضرت علامہ شبلی نعمانی حضرت خواجہ حسن نظامی کے مہمان ہوئے تھے۔بیوی کی ایسی بیماری کی حالات میں بھی اپنے مہمان کو روزانہ وقت مقررہ پر کھانے پینے کا اہتمام کیا کرتے

تھے ۔حسب معمول دوران طعام حضرت علامہ شبلی نعمانی نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ آج آپ کی اہلیہ کی طبیعت کیسی ہے۔اس پر خواجہ صاحب نے فرمایا آج انہیں مکمل آرام مل گیا ہے۔ جب علامہ طعام سے فارغ ہوئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ حضور ابھی ابھی میری اہلیہ کو سپرد خاک کر کے آرہا ہوں اس لئے آج کھانا لانے میں تاخیر ہوئی۔جس کی میں معافی ہوں۔

حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خواجگان چشت کے تعلیمات کو عام کیا۔ بالخصوص حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کے روحانی مشن کو آگے بڑھایا۔آپ کی تعلمات وارشادات پر خود بھی عمل کرتے رہے اور دوسروں تک بھی پہنچاتے رہے۔آپ نے بہت کم عرصہ میں نظامیہ سلسلے کو بلندی پر پہنچا دیا تھا۔آپ نے ان دس سالوں میں صدیوں کا کام کر ڈالا۔حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ سلسلہ نظامیہ کا ایک ایسا روشن چراغ تھے جسکی روشنی سے چشتہ نظامیہ سلسلے کی خانقاہیں منور تھیں ۔ان کے پاس کوئی مذہبی بھید بھاؤ نہیں تھا دنیا بھر میں اُن کے ہزاروں کی تعداد میں مریدین اور عقیدت مندان ہیں۔آپ کی رحلت کی خبر سے ملک اور بیرون ملک میں غم کی لہر دوڑ گئی ہے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی خواجگان چشت کے صدیقے طفیل اور محبوب الہیؒ کی اوقات پاک کی برکت وحرمت سے حضرت قبلہ کو بہشت بریں عطاء فرما،آپ کے رفعت و درجات بلند فرمائے اور آپ کے روحانی فیض سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے۔آمین۔اس مشکل اور مصیبت کی گھڑی میں ہم سب کو صبر اور صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ اور عزم عطا فرمائے آمین۔ان کے جانشین قبلہ سید محمد ثانی میاں نظامی مدظلہ العالی کو اور حسن مرتضی نظامی صاحب قبلہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور نظر بد سے اُن کی حفاظت فرمائے۔آمین

جانے والے تیرے قدموں کے نشان باقی ہیں
ہم تو سجدے انہیں راہوں پہ کئے جاتے ہیں
تجھ سا نہ تھا کوئی نہ کوئی ہے حسین کہیں
تو بے مثال ہے تیرا ثانی نہیں کہیں
نقش بن بن کے نگاہوں میں سمانے والے
یاد آتے ہیں بہت ہم کو نبھانے والے
سانس کیا ہے تیری آمد کا یقین ہے ہم کو
کون کہتا ہے نہیں آتے ہیں جانے والے

☆☆☆☆☆☆



حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ
بزرگوں کے تعلیمات کی زندہ تصویر

مفتی محمد ہارون نظامی
کامل الفقہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ"
"كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

قرآنِ حکیم کا یہ ابدی اعلان انسان کو یاد دلاتا ہے کہ دنیا کی ہر زندگی ایک مقررہ مدت تک محدود ہے۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی رحلت محض ایک فرد کی جدائی نہیں بلکہ ایک عہد کے اختتام کا احساس پیدا کرتی ہے۔ ان کے جانے سے صرف ایک گھر یا ایک حلقہ سوگوار نہیں ہوتا بلکہ ایک فکری و روحانی فضا سوگوار ہو جاتی ہے۔ حال ہی میں 7/ فروری 2026 کو ایک ایسی ہی باوقار اور صاحبِ نسبت شخصیت، درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کے جواں سال سجادہ نشین، پیرِ طریقت الحاج خواجہ سید محمد نظامیؒ ہم سے جدا ہو گئے۔ ان کا وصال ملک بھر کے اہلِ علم، اہلِ دل و اہلِ خانقاہ کے لیے، بالخصوص سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے لیے، یہ ایک بڑا نقصان ہے۔

زندگی، شخصیت اور بزرگوں کی تعلیمات: خواجہ صاحب صرف ایک سجادہ نشین نہیں تھے، بلکہ اپنے اسلاف کی تعلیمات کی زندہ تصویر تھے۔ بات بات میں محبوب الٰہیؒ، بابا فریدؒ، پیر و مرشدؒ، خواجگانِ چشتؒ کی تعلیمات کو، ان کے واقعات کو سنانے میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔ خواجہ صاحب کی شخصیت میں روحانیت ایک نمایاں وصف تھا، مگر وہ روحانیت کو خانقاہی گوشہ نشینی تک محدود نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک تصوف کا اصل مفہوم تزکیۂ نفس، خدمتِ خلق اور حُسنِ اخلاق تھا۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے محسوس کرتے تھے کہ یہاں محض الفاظ نہیں بلکہ کیفیات منتقل ہو رہی ہیں۔ ان کی گفتگو میں نہ تصنّع تھا، نہ دکھاوا، بلکہ لہجے سے سادگی اور اخلاص جھلکتا تھا۔ خواجہ صاحب ہر آنے والے کے ساتھ اس کے مزاج، اس کے عقل و فہم کے مطابق بات کرتے، غیر مسلموں کو ان کی کتاب سے اور ان کے بڑوں کے حوالے سے اصل حقیقت بتاتے اور سمجھاتے۔ یہی ان کا اصل فن اور فیض تھا، جس کی بدولت خواجہ ہال (خانقاہ) ہر انسان کے لیے قلبی روشنی اور روحانی سکون کا مرکز بنا رہا۔

اوصافِ حمیدہ: صبر، استقامت اور انکساری: زندگی کے نشیب و فراز ہر شخص کے حصے میں آتے ہیں، مگر مردانِ حق کا امتیاز یہ ہوتا ہے کہ وہ آزمائش کو بھی رضا میں بدل دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی زندگی صبر و استقامت کی عملی مثال تھی۔ زندگی میں مشکلات آئیں، بڑے بڑے صدمے ہوئے، حالات بدلے، مگر آپ کے لہجے میں کبھی کوئی تلخی پیدا نہ ہوئی۔ آپ نے کبھی اپنی جدوجہد کو موضوعِ گفتگو نہیں بنایا۔ انکساری کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے مجمع میں بھی اپنی ذات کو نمایاں نہ ہونے دیتے، مگر خدا نے قد و قامت ہی ایسے بنائے تھے، ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے۔ 2018ء کے حج میں میرے والدِ محترم الحاج محمد احمد اللہ نظامی صاحب کو آپ کی صحبت میسر آئی۔ والدِ محترم اپنا

© https://www.khwajanasamnizami.in/

مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رات 3 بجے اکثر خواجہ صاحب کی ملاقات مطاف میں طواف کرتے ہوئے ہوتی تھی۔ طواف کے دوران آپ کی عاجزی اور وارفتگی دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ بندگی ہی اصل عظمت ہے۔ نہ کوئی ظاہری تکلف، نہ نمایاں ہونے کی خواہش، بس پیلی ٹوپی پہن کر تواضع و انکساری کے ساتھ تن تنہا اللہ کو یاد کرتے ہوئے تیز تیز قدموں کے ساتھ اُس کے گھر کے پھیرے لگانے کا وہ منظر آج بھی یادوں میں محفوظ ہے۔

کتابیں زندہ وراثت: کسی بھی شخصیت کی اصل پہچان اس کے چھوڑے ہوئے اثرات سے ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے پیچھے محض یادیں نہیں چھوڑیں، بلکہ سالکین کی تربیت کے لیے اپنے بزرگوں کی کتابیں، جن کی اشاعتِ نو وہ اپنے بزرگوں کے ہر عرس میں کرتے تھے، ان کتابوں کا ایک ذخیرہ چھوڑا ہے۔ بالخصوص حضرت فخرالدین چشتی نظامیؒ (مولانا فخر پاکؒ) کی بکھری کتابوں کو یکجا کر کے ایک جلد میں "فیضانِ فخریہ" نام کی کتاب کا اجراء آپ کا ایک نمایاں اور عظیم کارنامہ ہے۔ اور ان شاء اللہ یہ شاہکار صبحِ قیامت تک سلسلۂ نظامیہ کا فخر اور مریدین و سالکین کی رہنمائی کا لازوال ذریعہ بنے گا۔

معاشرتی ہم آہنگی کا پیغام: آج کے دور میں جہاں معاشرہ تقسیم اور تنازع کا شکار ہے، وہاں خواجہ صاحب کی تعلیمات اور آپ کی شخصیت مزید اہمیت اختیار کر جاتی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اتحاد، برداشت اور خیر خواہی کو فروغ دیا۔ ان کے نزدیک اختلافِ رائے فطری ہے، مگر اس کا اظہار شائستگی سے ہونا چاہیے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ دین کا اصل حسن اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہمارے رویے سخت اور دل آزاری کا سبب بن جائیں تو ہمیں اپنے طرزِ عمل پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ آپ کے ان ہی اوصافِ حمیدہ کو دیکھ کر اہلِ دہلی نے کبھی "دلی رتن" جیسے لقب سے نوازا، تو کبھی سابق وزیراعظم منموہن سنگھ کے ہاتھوں "قومی یکجہتی ایوارڈ" دیا گیا، تو کبھی "مذہبی ہم آہنگی ایوارڈ" کے ذریعے تہنیت پیش کی گئی۔

وصال اور اس کا اثر: آپ کے وصال کی خبر پھیلتے ہی علمی و روحانی حلقوں میں رنج و الم کی لہر دوڑ گئی۔ ملک ہندوستان کے کونے کونے سے، بالخصوص جنوب ہند سے، کم و بیش 400/500 لوگ آپ کے جنازے میں شرکت کے لیے دلی پہنچے تھے۔ جو نہیں پہنچ سکے، انہوں نے تعزیتی پیغام بھیجا۔ ان تعزیتی پیغامات میں ایک بات مشترک تھی، جو کہی گئی کہ خواجہ سید صاحب نے دلوں کو جوڑا، لوگوں کو قریب کیا اور دین کو آسان انداز میں سمجھایا۔ ہر موقع پر اپنے بزرگوں کے ارشادات سنائے وغیرہ وغیرہ۔ اگرچہ آج آپ کی ظاہری موجودگی اب ہمارے درمیان نہیں رہی، مگر آپ کی دعائیں، نصیحتیں اور تربیت آج بھی زندہ ہیں۔ اہلِ دل جانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا تعلق جسمانی حدود سے آگے ہوتا ہے۔

فکری و روحانی سرمایہ: خواجہ صاحب کی زندگی ہمیں بتاتی ہے کہ اصل کامیابی شہرت یا منصب میں نہیں بلکہ اثر میں ہے۔ آپ نے اپنے کردار سے ثابت کیا کہ خاموش خدمت اور مخلصانہ جدوجہد دیرپا نتائج پیدا کرتی ہے۔ آپ کا اصل سرمایہ محبت، رواداری، علم اور تربیت ہے۔ اور یہی وہ دولت ہے جو نسلوں تک منتقل ہوتی رہے گی اور لوگ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

نئی نسل کے لیے پیغام: حضرت خواجہ سید محمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے۔ اہلِ سلسلہ کے لیے یہ صدمہ ناقابل یقین ہے، لیکن تقدیرِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ آج ہماری ذمہ داری صرف غم کرنا نہیں بلکہ ان کے مشن کو زندہ رکھنا ہے۔ ہمیں ان کے اہلِ خانہ، بالخصوص خواجہ سید شانی نظامی صاحب کے پیچھے اُسی طرح کھڑا ہونا ہے جیسے ہم حضرت کے لیے تن من دھن کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔ ان کی عمر پر مت جائیے، یہ نہ سوچیے کہ ایک کم عمر شخصیت اتنے عظیم روحانی سلسلے کو کیسے سنبھال سکتی ہے؟

خبردار! اے سلسلۂ نظامیہ سے وابستہ لوگو! اس سوال کا سایہ بھی اپنے اوپر پڑنے مت دینا، کیونکہ یہ سوال عقل کا نہیں، کمزور یقین کا ہے۔ یاد رکھیے، شیر کے بچے کو شکار سکھایا نہیں جاتا، وہ وقت آنے پر دھاڑتا بھی ہے، جھپٹتا بھی ہے اور خود ایک دن جنگل کا راجا بن جاتا ہے۔ اسی طرح جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرمالے، اسے دنیاوی سندوں کی حاجت نہیں رہتی۔ اللہ خود اس کے دل کو سنوارتا ہے، اس کی زبان میں تاثیر دیتا ہے اور اس کی نگاہ میں وہ قوت رکھ دیتا ہے جو دلوں کو بدل دیتی ہے۔ روحانی سلسلے عمر، تجربے یا دنیاوی معیار سے نہیں چلتے، بلکہ اُن مردانِ حق کے فیض سے قائم رہتے ہیں جن کے دل نورِ الٰہی سے معمور ہوتے ہیں۔

یقیناً یہ بات اہلِ علم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں بعض اعداد ہیں جن میں ایک خاص اثر ہوتا ہے، اس اثر کی اپنی ایک حکمت ہوتی ہے اور ان اعداد میں ایک نمایاں عدد ہے۔ چالیس! علم الاعداد میں اس عدد کو انقلابی عدد کہا جاتا ہے۔ اور اس کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی تخلیق کو دیکھ لیجیے، ہر چالیس دن بعد ایک نیا مرحلہ، پہلے .....نطفہ..... پھر علقہ یعنی گوشت کا لوتھڑا..... پھر مضغہ یعنی ہڈیوں کا ڈھانچہ..... بنتا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر ہمکلامی سے پہلے چالیس دن کی تیاری سے گزارا گیا، ہمارے آقا ﷺ نے بھی چالیس برس کی عمر میں اعلانِ نبوت فرمایا۔ پہلی مرتبہ کعبہ کے سامنے باجماعت نماز ادا کی گئی تو اس وقت جملہ مسلمانوں کی تعداد بھی چالیس تھی۔ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کا ذکر بھی روایتوں میں ملتا ہے۔ اور بزرگانِ دین بھی جب کسی کو مجاہدہ کرواتے یا کوئی وظیفہ دیتے تو وہ بھی اکثر چالیس دن کا ہوتا، جسے ہم چلہ کشی کہتے ہیں! یہ سب کیا محض اتفاق ہے؟ نہیں! یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چالیس تکمیل ہے، پختگی ہے اور انتخاب ہے! یہ سب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ شانی نظامی صاحب سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی مسندِ خلافت پر بیٹھنے والے چالیسویں نمبر کے شیخ ہیں۔ ان شاء اللہ ضرور بالضرور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور ہماری زبانیں خود گواہی دیں گی کہ پیرِ روشن ضمیر، خواجہ حسن ثانی نظامیؒ نے خواجہ شانی نظامی صاحب کو شیر خوارگی کی عمر میں خلافت کیوں عطا فرمائی تھی۔

پیرِ روشن ضمیر، خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کا یہ فیصلہ کوئی معمولی یا جذباتی فیصلہ نہیں تھا، یہ نظرِ ولایت کا وہ فیصلہ تھا جو حقیقت کی گہرائیوں میں اتر کر، نورِ بصیرت کی روشنی میں کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ نگاہ! وہ نگاہ تھی جو ظاہر نہیں، باطن کو بھی دیکھتی تھی۔ یہ وہ فیصلہ تھا جو وقتی حالات پر نہیں بلکہ تقدیر کی زبان کو سمجھ کر کیا

گیا فیصلہ تھا، لہٰذا اسے محض اتفاق سمجھ لینا، درحقیقت اپنی بصیرت کی کمی اور نگاہ کی کمزوری کا اعتراف ہے۔

اے اہلِ سلسلہ! اب تمہاری ذمہ داری بھی سن لو! جیسے تم ان کے بزرگوں سے جڑے رہے، ویسے ہی تمہیں خواجہ سید شافی نظامی صاحب کے ساتھ بھی اخلاص، وفا اور ادب کے ساتھ جڑنا ہوگا۔ کیونکہ یہ رشتہ صرف بیعت کا نہیں، محبت کا ہے، اعتماد کا ہے، سپردگی کا ہے۔

یاد رکھو! جو اپنے شیخ سے جڑ جاتا ہے، وہ اپنے سلسلے سے جڑ جاتا ہے اور جو سلسلے سے جڑ جائے، وہ صدیوں کی روحانی میراث کا وارث بن جاتا ہے۔ اگر تم مضبوطی سے وابستہ رہے تو تمہیں فیض بھی ملے گا، برکت بھی ملے گی اور کامیابی تمہارا مقدر ہوگی، اور اگر تم کمزور پڑ گئے تو نقصان صرف تمہارا اپنا ہوگا۔

آخر میں صرف اتنا عرض کروں گا، آؤ! ہم اپنے دلوں کو اس نور سے جوڑ لیں جو خواجگانِ چشتؒ کے سینوں سے ہوتا ہوا ہمارے زمانے تک پہنچا ہے۔ اس نور کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں خواجہ سید شافی نظامی صاحب کے ساتھ اُسی طرح کھڑے ہونا ہوگا جیسے سایہ اپنے وجود کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، کیونکہ یہی تعلق، یہی وفاداری خواجگانِ چشتؒ کے اُس نور سے ہمیں جوڑ دے گی جو صدیوں سے دلوں کو منور کرتا آرہا ہے۔

اسی طرح خواجہ صاحب کی زندگی میں آج کی نوجوان نسل کے لیے کئی سبق پوشیدہ ہیں جیسے:

علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔

عبادت کے ساتھ اخلاق لازم ہے۔

اختلاف کے ساتھ احترام ہونا چاہیے۔

اور کامیابی کے ساتھ انکساری لازم ہے۔

اس طرح آج ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ خواجگانِ چشت کے فیوض و برکات، ان کی تعلیمات اور روحانی پیغام کو زندہ رکھیں، اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے اس پلیٹ فارم کو کبھی خاموش نہ ہونے دیں جس نے زمانے میں محبت، انسانیت اور روحانیت کی شمع روشن کر رکھی ہے۔ اگر ہم ان اصولوں کو اپنی زندگی میں شامل کرلیں تو یہی خواجہ صاحب کے لیے بہترین خراجِ عقیدت ہوگا۔ یقیناً بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کا جانا صرف ایک فرد کے جانے کا نہیں بلکہ ایک عہد کے اختتام کا احساس دلاتا ہے۔ شاعر نے کہا:

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

خواجہ صاحب انہی میں سے ایک تھے جن کے لیے ہزاروں دل غمگین ہوئے، لاکھوں آنکھیں اشکبار ہوئیں۔

رب کریم سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم خواجہ صاحب کی قبر کو جنت کے باغوں کا ایک باغ بنا دے۔ ان کے روحانی فیوض و برکات کو قیامت تک جاری رکھ۔ ہمیشہ اپنی رحمت کاملہ کا سلسلہ جاری فرما۔ ہمیں بھی اپنے محبوب ﷺ کی محبت و اطاعت و فرمانبرداری نصیب فرما۔ خواجگان کا روحانی فیض ہم کو، ہماری نسلوں کو عطا فرما اور انہی کی طرح خدمتِ خلق کے راستے پر ثابت قدم رکھ۔ آمین بحق ایاک نعبد وایاک نستعین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تذکرہ جانشین ہم رنگ نظام، نو بہار نظامی چمن، سیدی و مرشدی و مولائی حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ، سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ دہلی

از حقیر نصیر نظامی بلہاری

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اپنے آپ کو ان کی سنگت میں جمائے رکھو۔ اسی فرمان پر سچے اترنے والے صادق حضرت مرشدی و مولائی جانشین فخر دہلی حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ تھے۔ آپ اخلاق، عمل، اخلاص، ایثاری، تواضع و انکساری، رحم دلی، زندہ دلی، سخاوت، ریاضت، عبادت، قناعت اور فتوت اور بہت سارے اخلاقی، عملی، مذہبی خصوصیات کو عملی جامہ پہنانے کا غیر معمولی ہنر رکھتے تھے۔ آپ کو اگر کوئی ایک بار سن لیتا یا بات کر لیتا وہ شیدا ہو جاتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو بلا تفریق مذہب و مسلک اپنے اخلاق سے وہ کرامت ظاہر کی جسکی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین فخر دہلیؒ پر فیض: حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کو جب خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا کہ میری عمر تیری عمر ہوگی۔ تیرا نیزہ میرا نیزہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا جو بھی جانشین ہوگا وہ میرا ہوگا۔ جو بھی تمہارا مرید ہوگا وہ میرا ہوگا۔ حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ بھی جانشین خواجہ حسن نظامیؒ و حسن ثانی نظامیؒ تھے۔ بقول حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ، آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نسبت سے، خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور خواجہ سید محمد امام نظامیؒ کے ناموں کی نسبتوں سے آپ کا نام سید محمد رکھا گیا۔

جانشین فخر دہلی کا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ادب: جانشین فخر دہلیؒ نے فرمایا تھا کہ جب حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی مجلس میں کوئی نعت شریف سنانے کے لیے آتے تو آپ نے ثنا خوان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی منع نہیں فرمایا۔ یہی بابا صاحب کی ادا آپ میں بھی موجود تھی کوئی ثنا خوان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی محفل میں نعت شریف سنانے کے لیے آتے تو انہیں منع نہیں کرتے تھے۔ ان سے کلام سن کر دعا بھی دیا کرتے تھے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگوں کے اقوال کی پیروی: آپ کبھی آواز سے ہنستے نہیں تھے بلکہ صرف خوشی کے موقعوں پر مسکرایا کرتے تھے۔ ایک طرف تمام احادیث رکھیں پھر آپ کو دیکھیں تو ایسا نظر آتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ حضرت ہو بہو فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھرے اترتے ہیں۔ آپ نے

© https://www.khwajahasannizami.life

فرمایا تھا کہ میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا لکھا ہوا دیکھا ہے جھینگے کی چال و ساخت کیڑوں جیسی ہوتی ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ آپ کے ساتھ بندہ ناچیز کو کئی دفعہ سفر میں شریک ہونے کی سعادت میسر آئی آپ نے کبھی بھی نماز ترک نہیں کی۔

آپ کے ساتھ ایک چھوٹے گاؤں میں جانے کا موقعہ ملا ایک چھوٹی جھونپڑی تھی وہاں آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کیا تناول فرمائیں گے تو آپ نے فرمایا تھا کہ ہم صوفی لوگ ہیں ایک گلاس پانی بھی پلا دیں ہمارے لیے کافی ہے۔

اپنے پیر سے محبت: جانشین خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کو اپنے پیر سے اتنی محبت تھی کہ جدھر کہیں بھی اپنے پیر کا نام سنتے یا ان کے بارے میں سنتے بہت توجہ فرماتے اور فرماتے میری نوجوانی سے لے کر اب تک انہوں نے میری تربیت فرمائی اور مجھے کبھی یہ محسوس ہونے نہیں دیا کہ میں اکیلا ہوں۔ خواجہ حسن ثانی نظامیؒ بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے اور ہر کام میں آگے بڑھاتے تھے۔ خواجہ صاحب کی خدمت کا اصل حق آپ نے ہی ادا کیا۔ آپ ہی کی رہبری میں سب خدمت کیا کرتے تھے۔ یہ بات میں سب کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ نوبہار نظامی چمن مرشدی و مولائی خواجہ سید محمد نظامیؒ نے ہم کو بتایا تھا کہ اب جو کچھ تھا اور ہے سب خواجہ صاحب پر قربان کر دیا ہوں ہم محبوب الٰہیؒ کے در کے سگ ہیں اور آگے بھی وہی ہماری لاج رکھیں گیں۔

وہی دیتے ہیں مجھکو اور انہیں سے مانگتا ہوں میں
نظام الدین سلطان المشائخ کا گدا ہوں میں

خواجہ حسن ثانی نظامیؒ اپنے آخری ایام میں آپ کا نام لے کر فرماتے تھے کہ میاں سید کو کبھی نہ چھوڑنا۔ آپ نہیں رہے لیکن ہم سب کے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں۔

ڈھونڈ ینگے اگر ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

جانشین فخر دہلیؒ کا انداز تربیت: آپ کے ساتھ اس بندہ ناچیز کو دستر خوان پر شریک ہونے کا موقعہ میسر آیا۔ اس دستر خوان پر دیگر چھ لوگ بھی موجود تھے۔ ان میں ایک شخص نے سب سے پہلے کھانا تناول کیا اور بقیہ لوگ بشمول آپ کے بھی کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے دعوت میں کھانے کے آداب کا تذکرہ فرمایا اور کہا جب دستر خوان پر کئی لوگ بیٹھے ہوں تو اس وقت آہستہ آہستہ سب کے برابر کھانا کھانا چاہیے اور سب کے ساتھ کھانے کا اختتام کرنا چاہیے۔ پھر فرمایا ملک چین کے باشندے جب تھالی میں چمچ سیدھے رکھتے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ کھانا ابھی شروع نہیں ہوا اور جب چمچ کو الٹا رکھتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کا اختتام ہو گیا۔ آپ جسکی بھی دعوت میں شریک ہوتے ان صاحب مکان و اہل خانہ کے حق میں دعا فرماتے۔ اکثر سماع کی مجالس اور مذہبی، دینی مجالس کے اختتام پر دعائے فریدی پڑھا کرتے تھے۔

جانشین فخر دہلیؒ کے اقوال: حضرت جانشین فخر دہلیؒ نے بموقعہ عرس حضرت سید قادر باشاہؒ بلہاری یہ واقعہ ہم سب کے گوش گزار فرمایا تھا کہ سادات کرام کا ایک خاندان مکہ شریف میں مقیم تھا۔ ان کو اولاد نہیں ہو رہی تھی۔ انہوں نے خدا سے منت مانی کہ اگر خدا ہمیں اولاد عطا کرے تو ہم اسکو مکہ کے زائرین کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔ چند دن بعد انکو لڑکا ہوا اور انہوں نے اسکا نام

غوث رکھا۔ اس لڑکے کو زائرین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ چند دن بعد اس سید زادہ کو دیکھنے کے لیے انکے والدین آئے اور دیکھا کہ وہ اون کی طرح نرم ہوگیا ہے۔ اور فرمایا کہ تصوف خدمت خلق کا نام ہے۔ اور ہم سب کو خدمت خلق کرنی چاہیے اور تصوف کی اصل خدمت خلق ہے۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ ودلوں نیست

ترجمہ: طریقت خدمت خلق کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے کہ یہ تسبیح اور سجادہ (مصلی) اور گدڑی میں نہیں ہے۔

آپ کی مجلس میں ایک مرتبہ یہ بندہ ناچیز بیٹھا ہوا تھا اور بہت سارے پیر بھائی اور پیر بہن بھی موجود تھے۔ اس وقت زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ سب کو چاہیے کہ اسراف سے بچیں۔ اسراف انسان کو قرض پھر مفلسی تک لے جاتا ہے۔ آپ کو محنت کرنے والوں اور حلال رزق کی تلاش کرنے والوں سے بہت محبت تھی اور یہ فرماتے تھے کہ ہماری روزی روٹی تو کتابوں سے چلتی ہے۔ سب کو چاہیے کہ محنت کریں اور کمائیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کا یہ واقعہ بھی سناتے کہ وہ بستی کے غریب مزدوروں سے دن بھر گڑھے کھدواتے اور رات میں میں بند کرا دیتے تھے اور ان کو اس کی قیمت بھی ادا کرتے تا کہ ان کی محنت اور مزدوری کی عادت بنی رہے اور یہ بھی فرمایا کہ دکھاوا کرنے والے دکھانے کے لیے بہت محنت کرتے ہیں۔ امیر آدمی پیسے کو بچانے کے لیے محنت کرتا ہے۔ اور غریب آدمی پیسے کمانے کے لیے محنت کرتا ہے۔ جب کوئی پیر بھائی پیر بہن اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے اور اچھا کاروبار کرتے یا اچھی تجارت کرتے اس وقت آپ بہت خوش ہوتے اور ان کے لیے بہت دعائیں کرتے۔ پیر بہنوں کے لیے فرماتے کہ کم سے کم گریجویشن تک تعلیم حاصل کریں۔

جانشین فخر دہلی کے تلقین کردہ وظائف: حضرت جانشین حسن ثانیؒ رزق میں برکت اور روزی روٹی کے لئے فرمایا کرتے کہ روزانہ سورہ جمعہ پڑھنے سے روزی روٹی میں برکت ہوتی ہے۔ کوئی پیر کے زخم یا علاج کے لیے دعا کرانے کے لیے آئے تو کہتے سورت البروج پڑھیں انشا اللہ شفا ہوگی۔ اگر کوئی پیر بھائی دعا کے لیے عرض کرتے تو ان سے فرماتے کہ روزانہ شجرہ پڑھو انشاء اللہ برکت ہوگی۔ آپ بیعت کرنے سے پہلے بیعت کرنے والوں کو پوچھتے کہ اس سے پہلے کہیں مرید ہوئے ہیں۔ جب کوئی کہتے کہ ہم فلاں پیر کے مرید ہیں تو ان سے بیعت نہیں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان سے ہی فیض حاصل کریں اور کوئی کسی سے بھی بیعت یافتہ نہیں ہوتا تو اس کو بیعت کیا کرتے تھے۔ بیعت کرنے سے پہلے تسمیہ پڑھاتے کلمہ شہادت پڑھاتے پھر یہ کلمہ پڑھاتے کہ ایمان لایا میں اللہ پر اللہ کے سب فرشتوں پر اللہ کی سب کتابوں پر اللہ کی سب رسولوں پر مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر اور تقدیر پر پھر پڑھاتے کہ میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں یا کرتی ہوں عہد کرتا یا کرتی شریعت کی پابندی کرتا ہوں یا کروں گی سید محمد نظامی کے ہاتھ پر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے سلسلے میں بیعت کرتا ہوں یا کرتی ہوں۔ شریعت کی پابندی کروں گا یا کروں گی اور پیر کا حکم مانوں گا یا مانو گی۔ کوئی بھی مسلمان جب

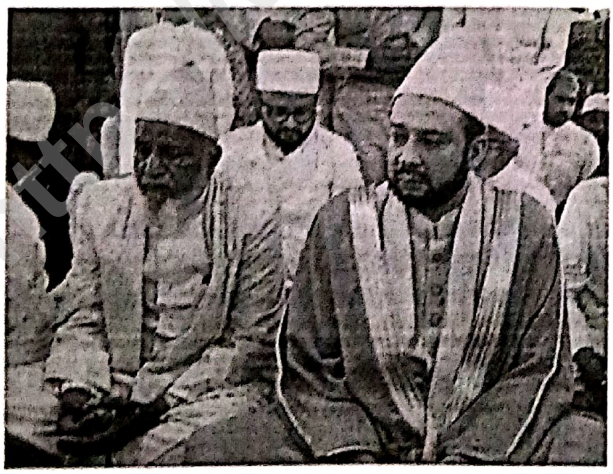
آپ سے بیعت کا شرف حاصل کرتے اس وقت مرد کے لیے تلقین فرماتے کہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ صلی اللہ علیک یا محمد اور سو مرتبہ یا وھاب کا ورد کریں۔ خواتین ہر نماز کے بعد سو مرتبہ صلی علیک یا محمد اور سو مرتبہ یا ستار کا ورد کریں اور اپنے بزرگان دین کا شجرہ دن میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔

پیر بھائیوں سے محبت: حضرت خواجہ سید محمد نظامیؒ کی ایک اور ادا بڑی دلچسپ تھی وہ یہ کہ خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے وصال کے بعد کسی کو یہ احساس تک ہونے نہیں دیا کہ وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں بلکہ ایسا نظر آتا تھا کہ آپ ہو بہو خواجہ حسن ثانی نظامیؒ ہیں۔

ہو بہو خواجہ حسن ثانی نظامیؒ آپ ہیں
آپ کے کردار میں ہے خواجہ حسن کا قوام

آپ نے نیا کام نہیں کیا بلکہ پرانے کاموں کو نئے انداز میں پیش کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ دور حاضر کی بالخصوص نوجوان نسل کو خواجہ حسن نظامیؒ کی تعلیمات کو بلاشبہ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا۔ جس میں منادی کو از سر نو جاری کرنا بھی شامل ہے۔ آپ نے خراج عقیدت، حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ حیات اور کارنامے، فاطمی دعوت اسلام، نظامی بسنت کے پھول، خواجہ حسن نظامیؒ کے خاص خلفاء اور مریدین، آپ، بیتی، فوائد الفواد کا نیا ایڈیشن، فیضان فخریہ اور تعلیم اسرار تصوف چھپوایا اور اپنے مضامین بھی اس میں اور دیگر کتب و رسالوں میں پیش کیا۔ آپ فخر دہلی کے فخر تھے اور فرماتے تھے کہ محبوب الٰہیؒ نے ذکر و اذکار سے زیادہ معاملات کو درست رکھنے پر زور دیا ہے۔ جب کوئی بیٹا باپ سے باپ بیٹوں سے بھائی بھائی سے اور رشتہ دار رشتہ داروں سے ملتے تب آپ بہت خوش ہوتے۔ اکثر غریب پیر بھائیوں کو غائبانہ مدد کیا کرتے تھے۔ پیر بھائیوں کے مسائل کو اپنا مسئلہ سمجھ کر حل کیا کرتے تھے۔ امیروں کے ساتھ جیسا پیش آتے غریبوں کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو نزلہ ہو گیا تھا۔ ایک غریب پیر بھائی نے آپ کی خدمت ویکس کی پیپر منٹ پیش کی آپ نے فوراً قبول کر لیا اور اس کو کھا لیا۔ اس طرح آپ اپنے پیر بھائیوں کی دلجوئی کیا کرتے تھے۔ وہ شخص اتنا خوش ہوا اس کی خوشی کی حد نہیں رہی۔ آپ بغیر پیر بھائیوں کے تن تنہا کچھ نہیں کرتے تھے بلکہ ہر سفر اور ہر کام میں پیر بھائیوں کو اپنے ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔ ان کے جانشین میں بھی وہی ادا نظر آتی ہے۔ جب کہیں بھی کسی مجلس دعوت محفل سماع اور اعراس میں تشریف لے جاتے وہاں پیر بھائیوں کو بھی اپنے شانہ بہ شانہ لے کر چلتے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ہمارے لیے ہمارے پیر بھائی VIP ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆



اسلاف کی شاندار روایات کے علمبردار تھے حضرت خواجہ سید محمد نظامی

علیشا نظامی

حضرت سید خواجہ سید محمد نظامی اپنے اندر ایک محبت بھرا دل رکھتے تھے، وہ ہر انسان سے محبت کرتے تھے۔ سید بھائی کا اچانک چلے جانا ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہمارے سید بھائی کو بچپن ہی سے اپنے تایا حضرت خواجہ سید حسن ثانی نظامی کی تربیت ملی۔ خواجہ صاحب کی عظیم سرپرستی میں رہ کر وہ بہت کم عمر میں سلسلے اور دین کے کاموں میں کمال درجہ پر پہنچ گئے تھے۔ روحانیت کے جس سلسلہ اور دین کے جس مشن کو ان کے دادا خواجہ حسن نظامی نے عروج پر پہنچایا، اس کی ترقی میں خواجہ حسن ثانی نظامی نے خوب تعاون کیا۔ حضرت سید محمد نظامی نے اپنی مختصری زندگی میں اس میں چار چاند لگائے۔ یہ بچے صوفی بزرگوں کا خاندان ہے۔ وہ اپنے تایا اور دادا کی روحانیت کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ مریدوں کو ان کی مثالیں دے کر سمجھایا کرتے تھے۔ حضرت سید حسن ثانی نظامی نے اپنی زبان سے فرمایا کہ میرے والد خواجہ حسن نظامی نے تقریباً پانچ سو کتابیں لکھیں۔ حضرت سید محمد نظامی نے اس ذخیرے کو خوب سنبھال کر رکھا۔ اپنے انتقال سے ایک دن پہلے آپ نے فرمایا: میں (اپنے دادا اور تایا کی) ان کتابوں کے خزانے کو عام کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ آپ نے فرمایا تقریباً دو سو پچاس کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

17 شعبان کو حضرت بی بی فاطمہ سام کے عرس کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ وہ بہت نیک خاتون اور اپنے پیر کی خاص مرید تھیں۔ ان کے پیر حضرت بابا فرید گنج شکر نے اپنی اس مرید کے لئے جنگل کے شیر کی مثال دی ہے اور فرمایا آج ہماری دادی حضرت سیدہ محمودہ خواجہ بانو نظامی کا بھی عرس مبارک ہے اپنے شوہر کی خاص مرید اور خلیفہ تھیں۔ بہت بڑی عالمہ اور ہر قدم پر اپنے شوہر کا ساتھ دینے والی خاتون تھیں۔ وہ اپنے زمانے کی لڑکیوں کو یہ کہہ کر قرآن پڑھاتیں کہ جب ان کی شادی ہوگی تو سونے کے زیور دوں گی اور جب شادی ہوتی تو سونے کے زیور دیتی تھیں۔ ریڈیو پر ان کا پروگرام آتا تھا، عورتوں کے مسئلوں پر باتیں کرتی تھیں، اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت پر پورا دھیان دیتی تھیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء نے روحانیت کا پہلا سبق اپنی والدہ سے ہی سیکھا۔ دادا پیر حضور حضرت خواجہ حسن نظامی نے فرمایا کہ بچہ سب سے پہلے اپنی ماں سے سیکھتا ہے۔ آج بھی ان گھروں میں وہ نیک خواتین موجود ہیں جو اپنے بچوں کو روحانیت کی ایسی تعلیم دیتی ہیں کہ ان کے گھروں سے ایک کے بعد ایک نہیں، ایک کے ساتھ ایک بزرگ نکلتے ہیں۔ اللہ پاک رانی صاحبہ اور ارجمند بھابھی کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے پیر و مرشد خواجہ حسن ثانی نظامی سے پوچھا تھا کہ آپ کے جانشین کون ہوں گے؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میرے سید اور سید کے ثانی۔ اس وقت ثانی صاحب چھوٹے بچے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آہ۔خواجہ سیّد محمد نظامیؒ محب اُردو نہیں رہے!۔۔۔۔۔

از: ڈاکٹر محمد عبدالرافع
(سابق صدر مدرس، مدینۃ العلوم، اسکول لال باڑہ، ناندیڑ)
انچارج، پرنسپل وسنت راؤ کاڑے سینئر کالج، ناندیڑ۔مہاراشٹر
فون نمبر:9423625914

اِنّا للہ و انا الیہ راجعون۔۔ ۷ رفروری ۲۰۲۶ء کو بعد مغرب واٹس ایپ اور ٹی۔وی کے ذریعہ خبر ملی کہ دہلی رتن، سجادہ نشین حضرت خواجہ سیّد محمد نظامیؒ کے گھر گیاس گیزر کے پھٹ جانے کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ یہ خبر انتہائی غمگین کرگئی۔ دل و دماغ اس خبر کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوا۔شہید سید خواجہ محمد نظامیؒ سے ہماری پہلی ملاقات ۲۰۱۱ء میں خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کی ملاقات پر ہوئی تھی۔اس وقت سے پہلے نہ ہم خواجہ حسن ثانی نظامی صاحب کو جانتے تھے نا ہی سید محمد نظامی کی شخصیت سے واقف تھے۔

ہماری دوسری ملاقات ہمارا Ph.D رجسٹریشن ۲۰۱۳ میں شولاپور یونیورسٹی میں فلسفہ اُردو ریسرچ اسٹوڈینٹ کے طور پر ہوا تب ہم کسی ادیب یا شاعر کی ادبی خدمات پر ریسرچ کرنا چاہتے تھے۔ریسرچ یہ موضوع کے انتخاب میں بہت ساری مشکلات و مسائل سے گذرنے کے بعد ہمارے محسن و دوست جناب عبدالملک نظامی کے مشورہ اور اصرار پر ہم نے ہمارا مقالہ کا عنوان "حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی ادبی خدمات کا مطالعہ" طے کیا۔عنوان کا انتخاب طے ہونے پر ہمارے پاس خواجہ حسن نظامی دہلوی کی صرف ایک تصنیف "سی پارہ دل" کے علاوہ کوئی دوسری کوئی کتاب نہیں تھی۔ ہمارے گائیڈ محترم ڈاکٹر شفیع چوبدار صاحب کے ہدایت اور رہنمائی پر مقالہ کے مواد اور حوالہ جات کی کتابوں کے سلسلے میں جناب محمد مجیب خاں نظامی اور عبدالملک نظامی، جیلانی خان نظامی و دیگر مریدین خواجہ حسن نظامی نظامیہ جماعت ناندیڑ کے ذمہ داران سے ملاقات کرکے مشہورہ و رہنمائی حاصل کرنے پر سبھی حضرات نے مشورہ دیا آپ ہمارے پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی اور سید محمد نظامی قبلہ سے ملاقات کریں اور ان سے دیگر کتابوں اور رسالہ منادی سے متعلق بات کریں اگر وہ آپ کے مقالہ کی تکمیل کے لیے خواجہ حسن نظامیؒ کی تالیف و تدوین کی گئی کتب اور رسالے عنایت کردیں تو اپنے مقالے کے لئے مواد دستیاب ہوجائے گا۔

آخر کار ہم ۱۴۔ ۲۰۱۳ میں حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی مصورِ فطرت کے عرس شریف میں ناندیڑ کے احباب کے ساتھ دہلی پہنچے۔بستی نظام الدین میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے گھر عرس کی وجہ سے خواجہ صاحب کے سیکڑوں مریدین موجود تھے حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی (سجادہ نشین حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ دہلی) اور حضرت خواجہ سید

محمد نظامی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جب سید محمد نظامی صاحب نے جب ہم سے آمد کی وجہ پوچھی تو اُنھیں بتایا کہ ہم اُردو Ph.D ریسرچ اسٹوڈینٹ کے حیثیت سے حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کی شخصیت پر مقالہ لکھ رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے اور بڑی خنداں پیشانی سے مصافحہ کیا اور کہا ہم سے جو کچھ کتابیں دستیاب ہوگی وہ آپ کو دینگے مگر اس وقت عرس کی وجہ سے بہت مصروفیت ہوتی ہے آپ خصوصی طور پر آئیں تو ان شاء اللہ دستیاب کتب آپ کو سپرد کردیں گے۔ آج رات خواجہ حسن نظامیؒ کے سالانہ عرس میں سیمنیار منعقد ہے آپ اگر اپنا مقالہ سے متعلق کوئی مضمون پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ آج کے سیمینار میں اپنا مضمون پڑھ سکتے ہو۔ سید محمد نظامی صاحب کا یہ جملہ مجھ طالب علم کے لیے سب سے قیمتی وسنہری موقع اور اعزاز تھا کہ ایک ریسرچ اسکالر اپنے مقالے کے لیے پہلا مضمون خواجہ حسن نظامیؒ کی مذہبی مفاہمت کے عنوان پر پڑھنے کا موقع ملا اور اس سیمینار کی صدارت ہندوستان کے معروف ادیب و محقق پروفیسر اختر الواسع کررہے تھے اور خواجہ حسن ثانی نظامی قبلہ اور ناظم سیمینار سید محمد نظامی موجود تھے، دہلی اور ملک کے مختلف ریاستوں کے یونیورسٹی سے آئے ہوئے اکابرین اور اسکالرس، پروفیسرس اور خواجہ حسن ثانی نظامی کے مریدین کی موجودگی میں خاکسار نے اپنا پہلا مضمون پڑھا۔ یہ موقع صرف اور صرف سید محمد نظامی کی اُردو دوستی، خواجہ حسن نظامی و خواجہ حسن ثانی نظامی جیسے اسلاف کی سرپرستی اور سلسلہ نظامیہ کی خدمات اور نسبت نظام الدین اولیاءؒ کی برکت وفیض سے حاصل ہوسکا۔

حضرت خواجہ ابوطالب حسن ثانی نظامیؒ (فخر دہلی خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ دہلی) کی رحلت ۱۵/مارچ ۲۰۱۵ء کو سخت علیل رہنے کی وجہ سے اپنے گھر واقع بستی نظام الدین اولیاءؒ دہلی میں ہوئی۔ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کا تعلق خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے تین واسطوں سے ہے۔ والد کی جانب سے اول نبیرگان، دوم خواہرزادگان اور والدہ کی جانب سے قاضی زادگان اسی طرح آپ ہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ اور حضرت خواجہ حسن نظامیؒ دہلوی کے حقیقی متولی اور جانشین تھے۔ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی فخر دہلی بھی حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی پیروی میں مجرد رہے اس لیے آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سید مہدی نظامی کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سید محمد نظامی مدظلہ العالی کو اپنا جانشین و سجادہ نشین مقرر کیا۔

خواجہ حسن ثانی نظامیؒ نے حلقہ نظامیہ کے تحت رسالے منادی میں خواجہ سید محمد نظامی کی ولادت باسعادت سے متعلق لکھتے ہیں۔

''۲۲/نومبر ۱۹۷۸ء کو اللہ تعالیٰ نے میرے چھوٹے بھائی خواجہ مہدی نظامی کو فرزند عطا فرمایا۔ ان کی بیوی سید گل رعنا نے بچہ کو ولادت سے قبل خواب میں حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی تھی اس خواب کی وجہ سے نیز اس مناسبت

سے کے ہمارے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کا اسم گرامی میں سید محمد تھا اور جد اعلیٰ خواجہ سیّد محمد امام نظامی تھے نومولود کا نام سیّد محمد نظامی رکھا گیا ہے۔ سید محمد سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مہدی میاں کو ایک لڑکی عطا فرما چکا ہے جو اب ماشاء اللہ چار سال کی ہے اور سیدہ غزالہ اس کا نام ہے اس بچی کی پیدائش ۱۷ر فروری ۱۹۷۵ء کو ہوئی تھی۔ (بحوالی منادی ۱۹۷۸)

شہید خواجہ سید محمد نظامی کی خدمات: شہید حضرت خواجہ سید محمد نظامی کی ولادت ۲۲ر نومبر ۱۹۷۸ کو دہلی میں ہوئی۔ آپ مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کے پوتے اور حضرت خواجہ ابوطالب حسن ثانی نظامی کے بھتیجے اور حضرت خواجہ مہدی نظامیؒ کے بیٹے تھے۔ حضرت خواجہ ابوطالب حسن ثانی نظامی کے رحلت سے قبل خواجہ صاحب نے سید محمد نظامی کو اپنا جانشین وسجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ دہلی مقرر کیا۔

خواجہ حسن ثانی نظامی نے سایے کی طرح اپنے ساتھ رہنے والے برادر عزیز سید مہدی نظامی کے ناوقت انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند خواجہ سیّد محمد نظامی کی پرورش وتربیت فرمائی اور انھیں دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ سلوک ومعرفت کے سانچے میں ڈھال کر اپنا سچا جانشین بنایا۔ خواجہ سیّد محمد نظامی حضرت کے خلیفہ اور آستانہ عالیہ محبوب الٰہیؒ کے خادم اور چشتیہ بزرگوں کی تعلیمات، روایات اور اقدار کے وارث و امین ثابت ہوئے۔

۲۰۱۵ء میں خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے وصال کے بعد سے ہی سید محمد نظامی نے اپنے دادا مصور فطرت حضرت سید خواجہ حسن نظامی، تایا حضور ومرشد فخر دہلی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی کی شاندار روایات کو بڑے تزک واحتشام کے ساتھ قائم رکھا۔ روضہ خواجہ حسن نظامی کے روحانی مرکز خواجہ ہال میں محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، طوطی ہند حضرت امیر خسروؒ، مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ اور حضرت خواجہ حسن ثانی نظامیؒ کے مقدس اعراس کے شاندار انعقاد، خانقاہی رسومات، محافل ذکر وسماع، لنگر شریف وغیرہ کا بڑے پیمانے پر انعقاد کرنے کے ساتھ ساتھ انھوں نے علمی ادبی اور صحافتی سرگرمیوں اور ادبی، روحانی سیمیناروں کا باقاعدہ انعقاد نہ صرف قائم رکھا بلکہ ان سرگرمیوں کو مزید وسعت اور شان و شوکت عطا کی۔ سید محمد نظامی نے ۲۰۱۵ء سے ۲۰۲۶ء تک گذشتہ دس برسوں میں تصوف، سلوک، معرفت، اصلاح معاشرہ اور علم وادب کے فروغ کے لیے صحافت وطباعت اور اشاعت کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ خواجہ حسن نظامیؒ کے عالمگیر صوفی جریدے ''منادی'' کو عصری تقاضوں کے تحت عبدالملک (ناندیڑ) کی ادارت میں آن لاین جاری کرایا۔ حضرت مصور فطرت کے ترتیلی قرآن کریم اور ہندی ترجمہ حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کا مجموعہ ''فوائد الفواد'' کے بشمول بہت سی پرانی ونئی کتابوں کو جدید طریقے سے دوبارہ شائع کیا۔

اس حقیر بندہ ریسرچ اسٹوڈینٹ کی Ph.D کے

مقالہ ''حضرت خواجہ حسن نظامیؒ حیات اور ادبی خدمات'' کو کتابی شکل میں خواجہ سید محمد نظامی صاحب نے خود اپنے خرچ سے شائع کروائی۔ انتاہی نہیں سید محمد نظامی صاحب قبلہ نے عالمی جماعت نظامیہ کی جانب سے پہلا ''شمس العماء حضرت خواجہ حسن نظامی ایوارڈ'' ۲۰۲۳ء مورخہ ۷ رجولائی ۲۰۲۳ء کو خواجہ ہال بستی نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی میں منعقد سالانہ عرس حضرت خواجہ سید خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کے آل انڈیا سمینار میں عالمی جماعت نظامیہ کے صدر اور دیگر اسکالرس، پروفیسرس اور چشتی نظامی سلسلے کے اکابرین اور مرید دین خواجہ نظام الدین اولیاء خواجہ حسن نظامی کی کثیر تعداد کی موجودگی میں بدست صدر سیمینار محترم پروفیسر اختر الواسع، جناب سید محمد نظامی قبلہ (صدر عالمی جماعت نظامیہ اور سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلوی) جناب ڈاکٹر سید فاروق صاحب (ایم۔ڈی۔ہمالیہ ڈرگس) جناب فاروق ارگلی صاحب، ڈاکٹر عقیل احمد (سکریٹری غالب اکیڈیمی دہلی) جناب پیر پاشا نظامی (اوونی) درویش ملا خالد نظامی صاحب، جناب محمد شافی نظامی صاحب کے ہاتھوں عالمی جماعت نظامی کا پہلا بین الاقوامی شمس العماء حضرت خواجہ حسن نظامی ایوارڈ ۲۰۲۳ء کی شیلڈ اور سند سے نوازا اور نقد پچیس ہزار روپئے نذر پیش کر کے مجھ ناچیز کی پذیرائی فرمائی۔ یہ مجھ طالب علم و اسکالر کے لیے باعث فخر یہ اعزاز و عزت افزائی کا قیمتی سرمایہ ہے۔

شہید خواجہ سید محمد نظامی کی رحلت کے بعد ان کے خراج عقیدت پر جو مجلہ شائع ہوا۔ بعنوان خراج عقیدت شہید حضرت سید محمد نظامیؒ (سجادہ نشین درگاہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ دہلی) از: خواجہ سید محمد شافی نظامی (جانشین فخر دہلی حضرت خواجہ سید خواجہ حسن ثانی نظامیؒ) کے اس مجلہ میں دنیا کے نامور اور معتبر ادیب اور حلقہ چشتی نظامیہ کے خلیفہ، خادمین، سجادہ نشین کے خراج عقیدت کے مضامین کے ساتھ مجھ ناچیز کی Ph.D کی کتاب میں خواجہ سید محمد نظامی نے جو اظہار خیال تحریر کیا تھا وہ ۴ صفحات پر مشتمل مضمون شامل کر کے مجھ خاکسار کو عزت سے نوازا ہے۔

آہ۔ سید خواجہ محمد نظامیؒ ۷ رفروری ۲۰۲۶ء کو بعد مغرب خبر ملی کہ دہلی رتن سجادہ نشین حضرت خواجہ سید محمد نظامی رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ شہید سید محمد نظامی صاحبؒ کے تمام اہل خانہ، قرابت داروں، سلسلہ نظامیہ کے ان کے مریدوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہماری رب العالمین سے یہی دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کے صدقے میں اور چشتیہ نظامیہ سلسلے کے بزرگوں کے صدقہ میں شہید محمد نظام الدینؒ صاحب کی قبر کو نور سے بھر دیں ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیں اور ان کے جانشین سید محمد شافی نظامی کو ان کے ادھورے مشن اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

فیضانِ اولیاء سے سانحۂ فراق تک

معراج نظامی، ناظم جماعت نظامیہ رِوا (ایم، پی)

بقول مرشدی ومولائی حضرت شیخ بابا فرید گنج شکر سے کسی نے پوچھا پوچھا کہ کیا عورت بھی ولی اللہ ہوسکتی ہے تو ،بابا صاحب نے فرمایا کہ جب آپ شیر کو جنگل میں دیکھتے ہو تو کیا اس بحث میں پڑ جاتے ہو کہ وہ نر ہے یا مادہ، یا پھر کہتے ہیں کہ شیر آیا ہے ؛ شیر آیا۔ دہلی جہاں نا جانے کتنے اولیا اللہ آرام فرما ہیں ان میں دو بڑے نام خواتین کے بھی ہیں، ایک حضرت بی بی فاطمہ سام رضی اللہ عنہا جنہیں حضرت نظام الدین اولیاء بہن کہنے پر فخر محسوس کرتے تھے اور شاہ ولی اللہ محدث نے جسے دلی کی رابعہ بصری کہا۔ اور دوسری بزرگ حضرت خواجہ محمودہ بانو نظامی ہے۔ جو حضرت نظام الدین اولیاء کے خلیفہ حضرت خواجہ محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد اور شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی شریک حیات ہے۔ اس سال ان دونوں بزرگوں کہ عرس میں شامل ہونے کا شرف اس ناچیز کو بھی حاصل ہوا۔ جو 6 اور 7 فروری 20026 کو کاکانگر اور خواجہ ہال بستی حضرت نظام الدین میں منعقد ہونا طے پایا گیا تھا۔ بندہ ناچیز 4 فروری 2026 کو ہی دلی پہنچ گیا تھا 5 اور 6 فروری کو اپنے پرسنل دکان کے کام انجام دیے 7 فروری جمعہ کی دن حجرہ قدیم میں نماز جمعہ اپنے خواجہ سید محمد نظامی اور سید شافی صاحب کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی نماز کے بعد درگاہ حضرت امیر خسرو میں اور حضرت نظام الدین اولیاء میں صاحب نے حاضری کروائی اور بہت دعاؤں سے نوازا حاضری کے بعد ہم گھر واپس آئے کھانا کھایا اس کے بعد حضرت نے یاد دلایا کہ بعد نماز عصر ہمیں کاکانگر قل اور قوالی کے لیے چلنا ہے پھر نماز عصر کے بعد ہم سب جس میں پیر پاشاہ صاحب بلہاری سے متھرا سے نواب تبسم صاحب اور سید شافی صاحب اپنے خواجہ کے ساتھ کاکانگر کے لیے فاتحہ خوانی میں شامل ہونے پہنچے۔ بڑے ہی پرسکون ماحول میں فاتحہ خوانی اور قوالی کا پروگرام رہا۔ یہاں پر حضرت قبلہ سید محمد نظامی صاحب نے سبھی کے لیے دعائے خیر کی واپسی میں حضرت نے کار کی کنجی شافی صاحب کو دی شافی صاحب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی کاکانگر سے نکل کر کار سرپٹ ہائی وے پر چل رہی تھی۔ حضرت قبلہ شافی صاحب کو horn indicator aur dipper دینے کی ترغیب دیتے ہوئے کئی سارے ٹپس دے رہے تھے۔

ہماری سواری صوفی عنایت صاحب کی درگاہ پہنچی یہاں سے خواجہ ہال جانے میں رش بہت ہوتا ہے گلی تنگ ہونے کی وجہ سے حضرت قبلہ نے کار اپنے ہاتھ میں لے کر ڈرائیو کرنا شروع کیا یہاں پر بھی شافی صاحب کو بہت ساری ٹپس دی اب ہم گھر پہنچ چکے تھے حضرت نے ہمیں یاد دلایا کہ بعد نماز مغرب خواجہ ہال میں فاتحہ خوانی کا اہتمام ہے لہذا ہم سب وقت پر پہنچے نماز مغرب کے بعد حضرت قبلہ خواجہ ہال کی کنجی لے کر ہم لوگوں کو اکٹھا کرتے ہوئے خواجہ ہال پہنچے پہلے سبھی مزاروں پر گلپوشی کی گئی بعد گل پوشی کے حضرت قبلہ نے مجھے ناچیز کو فاتحہ

پڑھنے کا اشارہ دیا تلاوت قران کیا درود تاج پڑھا گیا حضرت قبلہ نے شجرہ خوانی اور دعائے فریدی پڑھی اور دعا کی لنگر کا اہتمام زہرا منزل میں تھا جہاں سب نے کھانا تناول کیا بعد نماز عشاء حضرت قبلہ تقریبا ساڑھے دس بجے زہرہ منزل تشریف لائے ہم ہمارے دلی کے کئی پیر بھائی موجود تھے پیر پاشا صاحب نظامی دلی گھرانہ ان کے دوست احباب سب ایک جگہ جمع ہو گئے ہلکی سردی تھی لہذا حضرت نے کافی منگوائی سب کو کافی تقسیم کی گئی انہی پیر بھائیوں کے ساتھ ایک ہندو بہن تشریف لائی تھی علیشا بہن اور ان کے بھائی بھی موجود تھے حضرت نے شری کرشن جی کے بارے میں ان کی تعلیمات کے بارے میں بتانا شروع کیا اور باتوں باتوں میں ایسے ایسے نکتے اور مسئلے کا حل بتایا کہ سب حیران تھے کہ آج حضرت قبلہ کسی اور ہی جہاں میں لے گئے ساری باتیں بتانے کے بعد حضرت نے ایک اور زبان لینگویج کے بارے میں بتایا جسے لینگویج اف سائن (Language of sign) کہتے ہیں اشاروں کی بھاشا جسے سب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اتنی باتیں ہونے کے بعد ہماری جو ہندو بہن بیٹھی تھی انہوں نے بڑے تعجب کے ساتھ حضرت قبلہ سے مخاطب ہو کر کہا حضرت میں جب گھر سے چلی تھی تو میرے دماغ میں بہت سے سوال تھے جنہیں بتانے سے پہلے ہی آپ نے باتوں باتوں میں ان سب سوالوں کا جواب دے دیا بڑی عقیدت کے ساتھ اس بہن نے اپنا سر قدموں میں رکھ دیا۔

علیشا بہن نے کار خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور دعا کے لیے کہا حضرت قبلہ نے وہ جو کار خریدنا چاہتی تھی اس کے میں بتایا کی اس ماڈل میں یہ کمی ہے آپ یہ گاڑی لیں حتی کی کئی گاڑیوں کے فیچر کے بارے میں بہت باریک بینی سے اپنا مشورہ دیا جو انہیں سمجھ میں بھی آیا۔ حضرت قبلہ نے شافی صاحب کے متعلق باتیں کی حضرت گھر پر ہی شافی صاحب کے لیے جم کھلوانے کی خواہشمند تھے لہذا جم کا سامان سیمپل وغیرہ فرینڈز کالونی کی شاپ پر دیکھ رکھے تھے میں اور شافی صاحب فرینڈز کالونی جا کر یہ سامان دیکھ آئے تھے حضرت نے صدر بازار سے کچھ سامان خریدنے کا اظہار کیا اور ہمیں صدر بازار جا کر سامان لانے کو کہا طے یہ ہوا کہ کل رات سات تاریخ کو کاکا نگر حضرت بی بی فاطمہ سام کے فاتحہ میں شامل ہونے کے بعد ہم صدر بازار جا کر سامان لے ائیں گے اس طرح تقریبا رات ڈیڑھ بجے تک نشست چلتی رہی حضرت کے جانے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے مقام کے لیے چلے پیر پاشاہ صاحب اپنے کمرے میں گئے میں اور تبسم بھائی زہرا منزل میں ہی بستر کا انتظام کر کے سو گئے۔ سات فروری کبھی نا بھولنے والے دن کا آغاز نماز فجر کے ساتھ شروع ہوا ذکر اذکار کے بعد معمول کے مطابق رانی ماں صاحبہ نے نور بھائی سے چائے پانے بھیجے چائے پی کر ہم لوگ اپنے کام میں مشغول ہوئے ناشتہ لگا دیا گیا ناشتہ کے بعد حضرت قبلہ نے یاد فرمایا بندہ ناچیز اندرون آنگن میں پہنچا حضرت نے صدر بازار جا کر سامان لانے کے لیے پیسے دیے اور مجھے اور شافع صاحب قبلہ کو کاکا نگر سے فاتحہ کے بعد صدر بازار جانے کی بات کہی ہم لوگ تقریبا ساڑھے گیارہ بجے وقت کے مطابق حضرت قبلہ کے ساتھ کار میں ہی کاکا نگر کے لیے روانہ ہوئے پیر

پاشاہ صاحب تبسم بھائی صاحب ساتھ میں تھے کاکا نگر حضرت بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچے پرنور ماحول لوگوں کا جم غفیر ہم سب قبلہ کے ساتھ مزار کے قریب تک پہنچ گئے فاتحہ خوانی شروع ہوئی حضرت نے تلاوت کی امام صاحب نے دعا کرائی بعد دعا تبرک تقسیم ہوا حضرت قبلہ نے شیر مال اسپیشل جو گھر سے لے کر آئے تھے سب کو تقسیم کی قوالی کے بعد حضرت نے صاحب مزار سے اجازت لی علیشاہ بہن نے مجھ سے کہا کہ مجھے شیر مال نہیں ملا میں نے حضرت قبلہ کے گوش گزار کیا حضرت قبلہ نے بہن کو دو روٹیاں دینے کو کہا انہیں دو روٹیاں دی گئی حضرت نے مجھے اور شافی صاحب قبلہ کو صدر بازار جانے کے لیے کہا ہم باہر روڈ پر آنے کے لیے آگے بڑھے حضرت قبلہ کار سے ہی ہمیں بائے (رخصت) کیا اور خواجہ گھر کے لیے روانہ ہو گئے ہم صدر بازار کے لیے آٹو تلاش کرنے لگے تبھی شافی صاحب نے موبائل ایپس سے آٹو بک کیا ہم آٹو سے صدر بازار کے لیے روانہ ہوئے راستے میں رش ہونے کی وجہ سے ہمیں دیر ہو رہی تھی بہر حال ہم صدر بازار پہنچے وہاں دکان تلاش کی ایک دکان کا پتہ ملا، ہم اس دکان پر پہنچے جہاں جیم (Gym) کا سامان ڈمبلز وغیرہ صحیح مناسب ریٹ پر مل گئے اسی بیچ شافی صاحب کی حضرت قبلہ سے موبائل پہ بات ہوئی ہم نے سامان ڈن Done کر دیا دکاندار کے کہنے پر ہم نے سامان کا پورا پیمنٹ کر دیا۔ دکاندار نے سامان رات میں ڈلیور کرنے کا کہا ہم رسیپٹ Receipt لے کر گھر کے لیے روانہ ہوئے تقریبا ساڑھے تین/ چار کے قریب ہم گھر پہنچے شافی صاحب گھر کے اندر چلے گئے میں زہرہ منزل میں گیا نور بھائی کھانا لے کر آئے میں نے کھانا کھایا کھانے کے بعد میں نے حضرت کو کال لگایا پوری بیل Bell رنگ ہو گئی تھوڑی دیر بعد صاحب کا ریٹرن کال آیا میں نے صاحب کو صدر سے واپس آنے اور سامان کے پیمنٹ کے بارے میں بتایا صاحب نے پوچھا کہ پورا پیمنٹ کر دیا میں نے بتایا جی ہاں پیمنٹ کر دیا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہ گھر پہنچے انہوں نے اواز لگائی معراج میاں نے دروازہ کھولا حضرت زہرا منزل میں آئے میں نے صدر بازار کے سامان کے بارے میں بتایا اور بتایا کہ آج رات سامان ڈیلیور Deliver ہو جائیگا حضرت نے کہا ان شاء اللہ۔

میں نے جو پیسے بچے تھے اسے واپس کیا اس میں سے کچھ پیسے حضرت نے مجھے بطور کرائے کے دیے اور پوچھا کہ آج آپ کی واپسی ہے؟ میں نے بتایا کہ آج 10 بجے کی ٹرین ہے میں 9 بجے تک نکل جاؤں گا۔ حضرت نے کھانا کھا کر جانے کے لیے کہا اور اللہ حافظ کہہ کر اندر چلے گئے میں ظہر قضا نماز پڑھ کر عصر کی نماز شروع کی دوسری رکعت میں ہی تھا کہ اندر گھر سے زور زور سے نور بھائی نور بھائی اندر آگ لگی ہے اندر آگ لگ گئی ہے شاید رانی ماں پکار رہی تھی میں نے جیسے آگ لگی سنا نماز چھوڑ کر اندر مکان کی طرف بھاگا اندر حضرت کی رہائش گاہ کی طرف پہنچا تو اندر سے دھوئیں کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا رانی ماں بچوں کو باہر نکلنے کا کہہ رہی تھی اندر کمرے سے بھابھی ماں اور شافی صاحب باہر آئے دھواں اتنا زیادہ تھا کہ ہمارا وہاں رہنا بہت مشکل ہو رہا تھا ہم لوگ پچھلا دروازہ جو حضرت امیر خسرو

رحمت اللہ علیہ کی مزار کی طرف کھلتا ہے اس کی طرف بھاگے صحن میں پہنچ کر میں نے شافی صاحب سے پوچھا کہ صاحب کہاں ہیں حضرت کہاں ہیں شافی صاحب نے بتایا کہ بابا اندر باتھ روم میں ہے یہ سن کر ہمارے ہوش اڑ گئے ہم پیچھے کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی لیکن کوئی اوزار نہیں مل رہا تھا ایک ٹین کی پٹری ملی جس سے میں نے مچھر جالی کاٹ لی اندر سے کھولنا چاہا لیکن اندر بھی تالا لگا ہوا تھا کنجی اندر روم میں ہی تھی لہذا دروازہ توڑنے کی کوشش کی گئی ہتھوڑا مانگا گیا کسی نے ہتھوڑا دیا لیکن ہم دروازہ توڑنے میں کامیاب نہیں ہو پائے شافی صاحب پائپ کے ذریعے پانی باتھ روم میں ڈال رہے تھے لیکن دھواں اس قدر بڑھ رہا تھا کہ کسی کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا رانی ماں بھابھی ماں کوشش کر رہی تھی اللہ اور اس کے رسول کے مولا علی محبوب الٰہی کی بارگاہ میں دوہائی لگا رہی تھی اتنے میں پھول کی دکان سے فیضان بھائی بھی وہاں پہنچ گئے ہم لوگ مل کر کھینچ کھینچ کر دروازہ کھولنے میں کامیاب تو ہو گئے اس طرح دروازہ کھول لیا گیا اندر کمرے میں کرسی گری پڑی ہوئی تھی اس میں پلک کا لپٹا پڑا ہوا تھا اسے باہر نکالا کسی نے آواز لگائی کہ اندر کمرے میں کرنٹ ہے میں یہ سن کر پیچھے کی طرف سے الیکٹرک بورڈ کی طرف بھاگا وہاں پہنچا تو نور بھائی سعود بھائی ٹرپ ڈاؤن کر رہے تھے میں پھر خواجہ حال کی طرف سے مکان کے پیچھے کی گلی سے بھاگتا ہوا موقع پر جا رہا تھا کہ گلی سے دھواں بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا کمان والی گلی سے روڈ پر پہنچا تھا کہ فائر بریگیڈ کی گاڑی آگئی جھٹپٹ میں آگ گاڑی کے کارکنان پانی کی پائپ لے کر اندر گلی کی طرف بھاگے لیکن اتنی دیر ہو چکی تھی کہ صاحب کو دو لوگ باہر لا رہے تھے میں نے پائپ چھوڑ کر صاحب کو سہارا دے کر باہر راستے میں لے کر آئے باہر نہ تو ایمبولنس تھی نہ کوئی کار۔ پولیس کی ایک کار کھڑی تھی جن سے ریکویسٹ کر کے انہی کی گاڑی میں لے کے بھابھی جان فدا بھائی اور میں حضرت کو ہاسپٹل کے لیے روانہ ہوئے کراؤڈ ہونے کی وجہ سے گاڑی سپیڈ نہیں پکڑ پا رہی تھی ڈیسائیڈ یہ ہوا کہ سب سے قریب کے ہسپتال میں لے کر چلا جائے ہر طرف ٹریفک تھی۔ کسی طرح سے ہم مول چند ہسپتال پہنچے جہاں اسٹریچر کے ذریعے حضرت کو ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا ڈاکٹر نے ہم لوگوں کو باہر کر دیا شافی صاحب اور فدا بھائی اندر روم میں صاحب کے ساتھ تھے ڈاکٹروں نے آکسیجن وغیرہ دینے کی کوشش کی لیکن تھوڑی دیر بعد ہمیں بتایا گیا کہ ہم نے بہت دیر کر دی یہ سنتے ہی ایک کہرام مچ گیا۔ دھوئیں کے سیلاب نے ہمارے دور جدید کے مولا علی صفت چراغ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا یوں سمجھیے بیتے 15 منٹ ہماری زندگی نے قیامت کا منظر دیکھ لیا نظامی سلسلے کے روشن چراغ نے ہمیں یہ سبق دے دیا کہ ہمیں ہر مصیبت میں ثابت قدم رہنا چاہیے موت ہر ایک کی ہے شہادت کا جام کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ ایسے وقت میری زبان پر ایک شعر آرہا ہے۔

چلی سمت غیب سے ایک ہوا کے چمن ظہور کا جل گیا
مگر ایک شخص نہال غم جسے دل کہے سو ہری رہی۔

The soldier never quit till the death

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خراج عقیدت

اظہارِ جذبات — ڈاکٹر سید فاروق



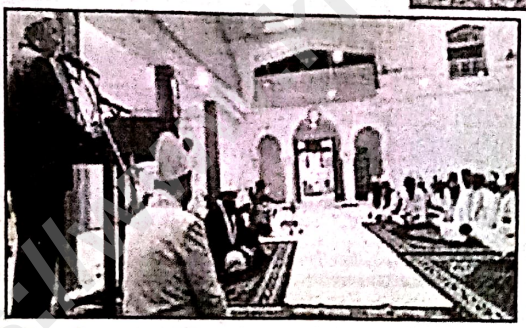
لٹ گیا درگاہِ نظامی کا انمول خزانہ افسوس
ہوگیا ختم محبت کا فسانہ افسوس

زندگی اس کی ہے جو جس کا زمانہ عاشق
موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس



خوش مزاجی کے منظر تھے ادب کے شیدا
خیرخواہی کے لئے سب کی ہوئے تھے پیدا

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں



ہماری زندگی میں ایک دن ایسا بھی آئے گا
ہماری یاد تو آئے گی لیکن ہم نہیں ہوں گے

جب بھی آیا ہے کسی کے بھول جانے کا خیال
یک بہ یک آواز آئی لیجئے ہم آگئے



موت کیا ہے۔ زمانے کو سمجھائیں کیا
اِک مسافر تھا رستے میں نیند آگئی

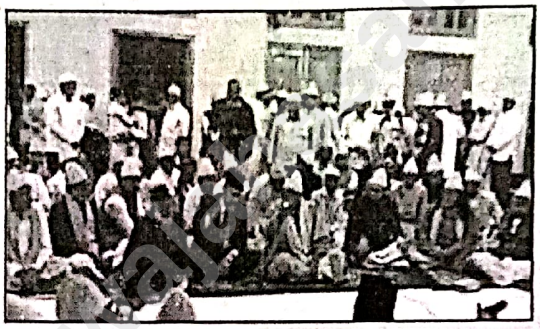
محبت کرنے والے کم نہ ہوں گے
تری محفل میں لیکن ہم نہ ہوں گے

51



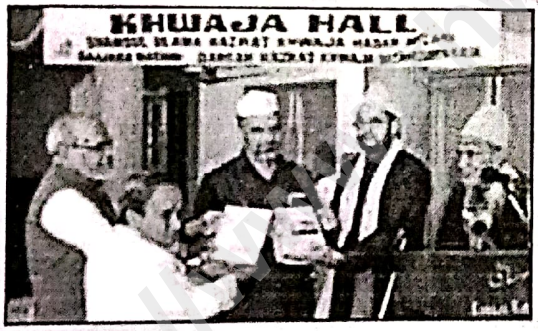
تمہاری یاد میں عالم کو بھول بیٹھا ہوں
تمھیں بتاؤ یہ عالم ہے کیا کیا جائے

شکر صد شکر بڑی شان سے گزری اپنی
اس کریمی کی تیری اِک مثال تھے ہم بھی



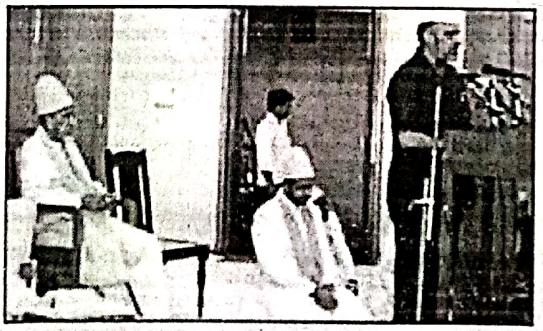
ملنا تھا اتفاق بچھڑنا نصیب تھا
وہ اتنی دُور ہوگیا جتنا قریب تھا

بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ
ہمیں سوگئے داستاں کہتے کہتے



یاد کے بے نشاں جزیروں سے
تری آواز آرہی ہے ابھی

کچھ اس طرح سے رہے روحِ گلستاں بن کر
کہ ان کے بعد بھی اُن کی مہک چمن میں ہے

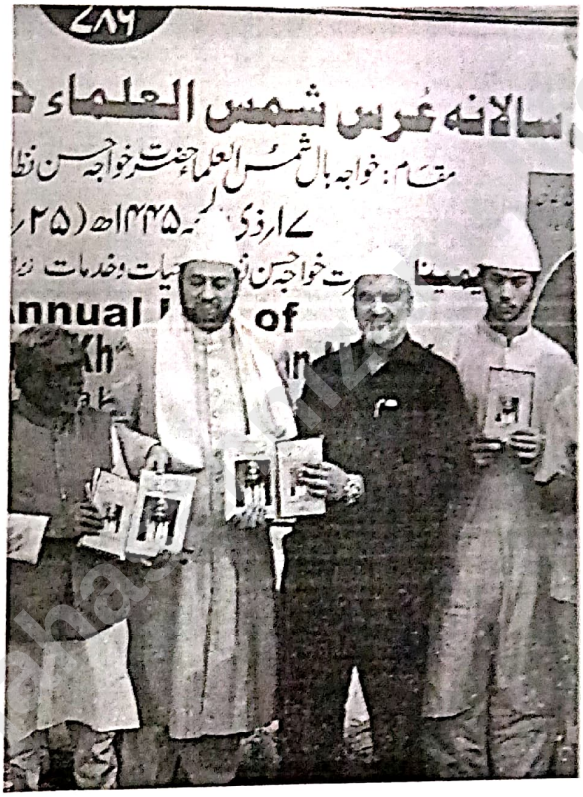


زندگی کے لئے عمر درکار ہے
زندگی کے لئے اتنی کم زندگی

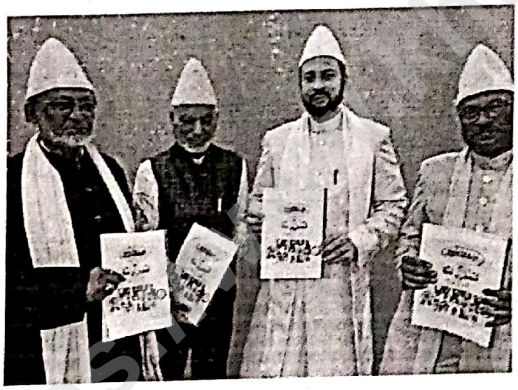
ایسے بھی مسافر ہیں خود جن کے لئے صدیوں
راہیں بھی ترستی ہیں منزل بھی ترستی ہے

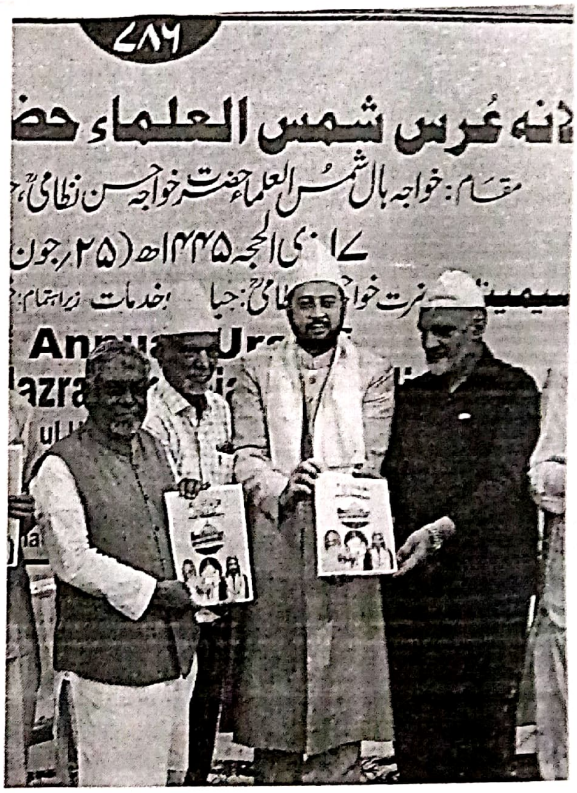
حلقۂ نظامیہ



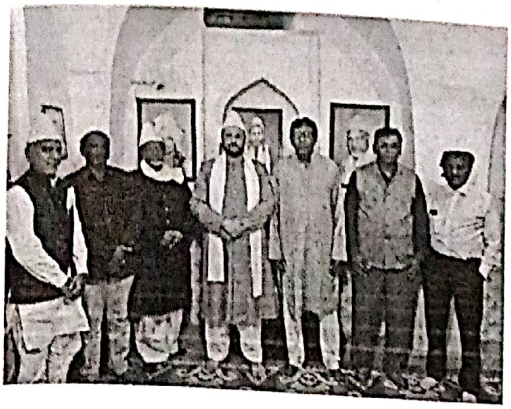

۷۸۶
سالانہ عُرس شمس العلماء
مقام: خواجہ ہال شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظ
۱۷ ذی
۱۴۴۵ھ (۲۵ر
of






۷۸۶
مقام: خواجہ ہال شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامیؒ
۱۷ ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ (۲۵ر جون
بخدمات زیر اہتمام:

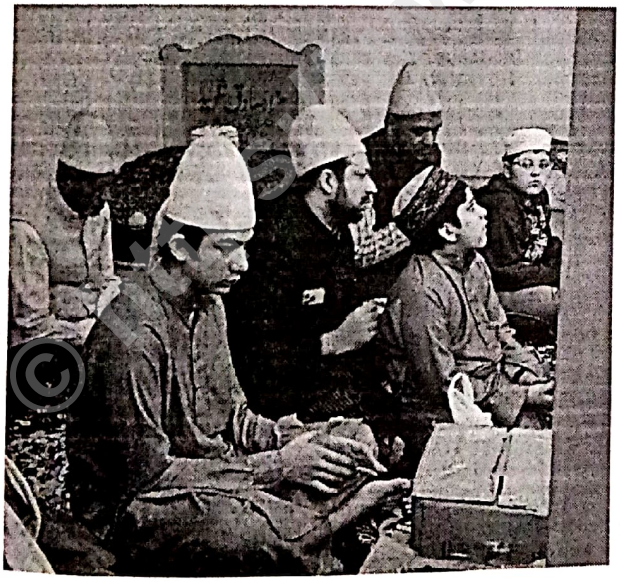


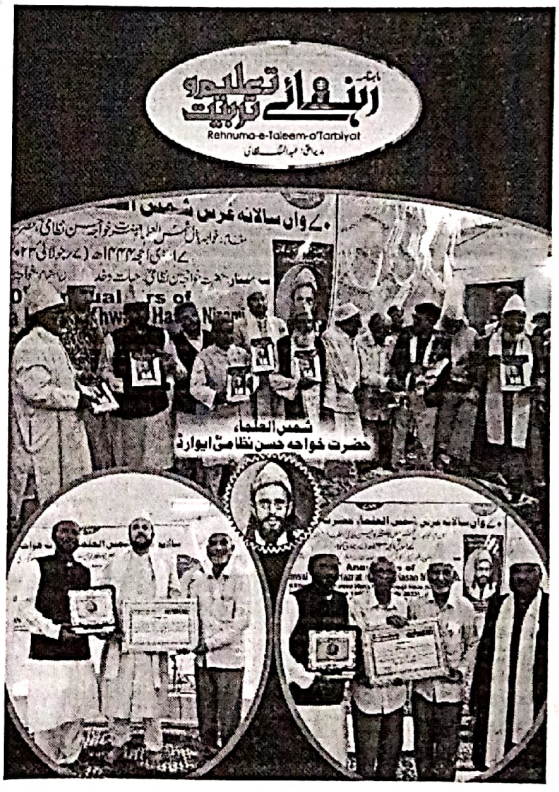





۷۰ واں سالانہ عرس شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی
Annual Urs of


۷۰ واں سالانہ عرس شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی




رہنمائے تعلیم و تربیت
Rehnuma-e-Taleem-o-Tarbiyat
۷۰ واں سالانہ عرس شمس العلماء
شمس العلماء
حضرت خواجہ حسن نظامی ایوارڈ

© https://www.khwajahasannizami.life